ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ
ستمبر ۱۹۹۶ء
۹

قرآن اور پاکستانی مارٹن لوتھر

جہادِ قسطنطنیہ اور یزید

بارگاہِ الٰہی میں حاضری کے آداب

"اُمّت" کے صفحات میں اُمّت کی دل آزاری

مسجد احرار ربوہ میں اٹھارویں سالانہ سیرت کانفرنس

پاکستان کا مستقبل

میں بھی پاکستان کا حامی ہوں مگر لولے لنگڑے پاکستان کا نہیں.... وسیع تر پاکستان کا۔ جس کا ایک وجود ہو، جو واقعی پاکستان ہو۔ پورا پنجاب اور پورا کشمیر اس میں شامل ہو۔

میرے نادان دوستو! تم ٹکڑوں میں بٹے ہوئے پاکستان کے پیچھے دوڑ رہے ہو۔

یاد رکھو! اس پاکستان کا مستقبل بڑا خطرناک ہو گا اسلام کے نام پر حاصل کردہ پاکستان میں اسلام ہی کا مذاق اڑایا جائے گا۔

یقین جانو! پاکستان میں اسلام نافذ نہیں کیا جائے گا۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری
خطاب: احرار کانفرنس انبالہ ۱۹۴۶ء
روایت: جناب وکیل احمد قریشی
حال مقیم سلانوالی (سرگودھا)

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۷۵۵

ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ، ستمبر ۱۹۹۶ء جلد ۷، شمارہ ۹ قیمت ۱۰/ روپے

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

مجلسِ ادارت

رئیس التحریر: سید عطاء المحسن بخاری

مدیر مسئول: سید محمد کفیل بخاری

رُفقاءِ فکر

مولانا محمد عبدالحق مدظلہ
حکیم محمود احمد ظفر مدظلہ
ذوالکفل بخاری ○ قمر الحسنین
شمس الاسلام بہاری ○ ابوسفیان تائب
محمد عمر فاروق ○ عبداللطیف خالد
خادم حسین سید خالد مسعود

زرِ تعاون سالانہ

اندرون ملک ۱۲۰/ روپے ○ بیرون ملک ۱۰۰۰/ روپے پاکستانی

رابطہ

دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان۔ فون: ۵۱۱۹۶۱

تحریک تحفظ ختم نبوّت (شعبۂ تبلیغ) مجلس احرار اسلام پاکستان

ناشر: سید محمد کفیل بخاری، طابع: تشکیل احمد اختر، مطبع: تشکیل نو پرنٹرز، مقام اشاعت: دار بنی ہاشم ملتان

آئینہ

دل کی بات:	اداریہ	مدیر	۳
قلم برداشتہ:	قرآن اور پاکستانی مارٹن لوتھر	سید عطاء المحسن بخاری	۵
دین ودانش:	بارگاہِ الٰہی میں حاضری کے آداب	مولانا محمد عبداللہ	۱۱
تاریخ وتحقیق:	جہادِ قسطنطنیہ اور یزید	جاوید اسلام خان	۱۵
ردِّ مرزائیت:	احرار کانفرنس کادیان ۱۹۳۴ء	ڈاکٹر سبطین لکھنوی	۲۰
ناقابلِ تردید:	تضاداتِ مرزا کادیانی	مولانا مشتاق احمد	۲۶
ماضی کے جھروکے:	تحریکِ تحفظ ختمِ نبوت پسِ منظر، پیش منظر	شیخ عبدالمجید احرار	۳۴
طنز ومزاح:	زبان میری ہے بات انکی	ساغر اقبالی	۴۲
ردِّ عمل:	"امت" کے صفحات میں امت کی دل آزاری	احمد معاویہ	۴۴
حسنِ انتقاد:	تبصرۂ کتب	سید عطاء المحسن بخاری	۴۷
اخبار الاحرار:	ربوہ میں سالانہ سیرت کانفرنس کی روداد	نمائندۂ نقیب	۴۹
اخبار الاحرار:	مجالسِ احرار اسلام کے انتخابات	" " " "	۵۴
ترحیم:	مسافرینِ آخرت	ادارہ	۵۶
شاعری:	نعت	پروفیسر عابد صدیق چوہان	۵۸
" " ":	کلچر کی بیماری (نظم)	خادم حسین	۵۹
" " " ":	...... یہ گرتا ڑا حضرت نے (نظم)	سید کاشف گیلانی	۶۱

دینی جماعتوں کے خلاف دہشت گردی:

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ ایران میں خمینی انقلاب کے بعد پاکستان میں فرقہ وارانہ فسادات کا آغاز ہوا۔ خمینی انقلاب کے بعد ایرانی قیادت نے اس انقلاب کو پاکستان میں برپا کرنے کی ٹھانی، بلکہ تمام اسلامی ممالک میں شیعہ مسلک کے لوگوں کو انقلاب کیلئے آمادہ و تیار کیا۔ سپاہ صحابہ کا قیام اسی عمل کا ردِ عمل تھا اور پھر بات بڑھتی چلی گئی۔ سپاہ صحابہ کے ردِ عمل میں سپاہ محمد کا قیام عمل میں آگیا۔ ہماری حکومت کا ایران کی طرف جھکاؤ اور پاکستانی حکومت پر ایرانی حکومت کا دباؤ، یہ وہ عوامل ہیں جو پاکستان میں مذہبی بنیادوں پر ہونے والی دہشت گردی کا سبب بنے۔

ماضی قریب میں ہمارے ہاں معمولی مباحثوں اور مناظروں کے بعد فضاء خوشگوار ہوجاتی اور حالات معمول پر آجاتے البتہ لسانی اور صوبائی تعصب کی بنیاد پر ہونے والے فسادات میں توشدت آتی رہی اور اس کی وجہ خود پاکستان کے حکمران اور سیاست دان تھے۔ لیکن مسلکی و مذہبی بنیادوں پر ایسی صورت حال پاکستان میں کبھی پیدا نہیں ہوئی جس سے ہم آج دوچار ہیں۔

یوم آزادی پر کراچی میں نکلنے والے سپاہ صحابہ کے جلوس پر نامعلوم دہشت گردوں نے فائرنگ کر دی جس کے نتیجہ میں ۱۲ افراد جاں بحق ہوگئے۔

مگر صرف تین دن بعد میلسی ضلع وہاڑی کے ایک گاؤں میں منعقدہ مجلس عزا پر فائرنگ کے نتیجے میں ۱۵ افراد ہلاک اور متعدد زخمی ہوگئے۔

ڈیڑھ سال قبل کراچی میں ایسی ہی صورت حال پیدا ہوئی تھی مساجد اور امام باڑوں پر دوران نماز فائرنگ اور بم پھینکنے کے واقعات رونما ہوئے اور ان واقعات میں جانبین کا خاصا جانی نقصان ہوا۔ اب تو حالات کچھ پُر سکون تھے لیکن اچانک گزشتہ دو تین ماہ سے تشدد کی ایک خوفناک لہر پھر اٹھی جس کے نتیجے میں درجنوں مسلمان دہشت گردی کی بھینٹ چڑھ گئے۔ کراچی اور میلسی کے واقعات نے تو پورے ملک کو ہلا کر رکھ دیا۔

سپاہ صحابہ اور تحریک جعفریہ نے ان واقعات میں ایک دوسرے کو ذمہ دار ٹھرایا۔ لیکن بعض ذمہ دار حلقوں نے اسے "را" کے ایجنٹوں کی دہشت گردی قرار دیا اس کے ساتھ ساتھ مذکورہ دونوں جماعتوں کے بعض حضرات نے بھی اسے کسی تیسرے فریق کی کاروائی قرار دیا۔

سوال یہ ہے کہ وہ تیسرا فریق کون ہے؟ اگر بقول ان کے وہ "را" کے ایجنٹ ہیں تو کیا یہ ایجنٹ باہر سے آئے ہیں؟ہیں تو یہ بھی پاکستانی...... انہیں "را" کا ایجنٹ کس نے بنایا؟ وہ کون سے عوامل اور اسباب ہیں جو انہیں دہشت گرد بنانے میں محرک ثابت ہوئے۔

حکومت تو قطعاً اس مسئلہ کو حل نہیں کرے گی اس لئے کہ دینی قوتوں کی تباہی و بربادی میں ہی اس کا اقتدار مستحکم ہوسکتا ہے۔اور وہ ہوا۔

حل ایک ہی ہے کہ جن تنظیموں اور جماعتوں پر اس دہشت گردی کا الزام ہے ان کے بڑے باہم مل بیٹھ کر امن سے رہنے کا فیصلہ کرلیں۔ ان تنظیموں سے نکلے ہوئے جن افراد کو دہشت گردی کا ذمہ دار قرار دیا جارہا ہے یہ تنظیمیں ان کی حمایت سے دست کش ہوجائیں۔ عدالتی تحقیق کے بعد جن لوگوں پر الزام ثابت ہوجائے انہیں اپنے انجام تک پہنچنے دیں۔ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کی ذمہ دار قیادت اپنے توسیع پسدانہ عزائم سے دست بردار ہو کر پاکستان میں اپنے مسلک کیلیئے وہی حیثیت قبول کرلے جو ایران میں سنی العقیدہ مسلمانوں کو حاصل ہے۔

مسئلہ کشمیر ، سلامتی کونسل کے ایجنڈے سے خارج:

اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے ۳۰ جولائی کو مسئلہ کشمیر کو اپنے ایجنڈے سے خارج کرنے کا فیصلہ کیا اور ۲ اگست ۱۹۹۶ کو یہ فیصلہ نوٹس بورڈ پر آویزاں کر دیا۔ اقوام متحدہ میں پاکستان کے مستقل مندوب احمد کمال صاحب کو ۲ اگست کو نوٹس بورڈ کے ذریعے اس فیصلہ سے آگاہی ہوئی۔ یہ پاکستان مشن کی غفلت ، بے حسی اور لاعلمی کی شرمناک اور بدترین مثال ہے۔ سلامتی کونسل کے مطابق "یہ فیصلہ اس لئے ہوا کہ گزشتہ پانچ سال سے اس مسئلہ پر کوئی بحث ہی نہیں ہوئی۔اور ایسے جتنے بھی مسائل تھے جن اطلامیہ سے متعلق ممالک نے بحث ہی نہیں کی وہ ایجنڈے سے خارج کر دیئے گئے ہیں" جبکہ پاکستان دوسال تک سلامتی کونسل کا رکن رہا ہے۔ صرف اسی ایک بات سے موجودہ حکومت ، وزارت خارجہ ،امور خارجہ کمیٹی، کشمیر کمیٹی اور پاکستانی مشن کی کارکردگی کا اندازہ کیاجاسکتا ہے۔ کشمیر کے نام پر قوم کو دھوکہ دینے والے اور کشمیر فنڈ غبن کرنے والے حکمرانوں اور سیاست دانوں کو اپنے اس کارنامے پر ڈوب مرنا چاہیئے۔ کشمیر کمیٹی کے چیئرمین نوابزادہ نصراللہ خان کا بیان تو کمال سیاسی بصیرت کا غماز ہے۔ فرماتے ہیں "جب مسئلہ کشمیر ایجنڈے میں شامل تھا تو کونسی کامیابی حاصل ہوگئی تھی جو خارج ہونے سے حاصل ہوجائے گی اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا" (ملتان میں صحافیوں سے گفتگو)

اس بیان پر کیا تبصرہ کیاجائے؟ یہ بجائے خود اپنی مثال آپ ہے البتہ ہم اتنا ضرور عرض کریں گے کہ اب نواب صاحب سیاست کو خیر باد کہہ دیں اور کشمیر کمیٹی کی جان بھی چھوڑ دیں۔ اور بیچاری امور خارجہ کمیٹی نے تو ایسی چپ سادھی ہے کہ جس طرح وہ اس ملک میں ہی نہیں رہتی اور اگر رہتی ہے تو اپنے حجلۂ عروسی سے باہر دیکھنا گناہ کبیرہ سمجھتی ہے۔ موجودہ حکمران اور انکے "حمایتیے" شہدائے کشمیر کے خون کے سوداگر ثابت ہوئے ہیں نیوکلیر پروگرام کی تباہی سے لے کر مسئلۂ کشمیر کی بربادی تک انہیں اپنی ناکامیوں کا اعتراف کرتے ہوئے حکومت سے مستعفی ہوجانا چاہیئے۔

قرآن اور پاکستانی مارٹن لوتھر

دنیا کا کوئی موضوع ہو، اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اس موضوع کے ساتھ انصاف کیا جائے۔ جیسے شاعری! شاعری میں پھر غزل، نظم، آزاد نظم بلکہ اب "ہائی کو" بھی۔۔۔۔ اور حمد، نعت، قصیدہ، مرثیہ، دوہا، لوک گیت وغیرہ۔۔۔ ان اصناف شعر کو جانا جائے اور اس فن کو سیکھا جائے تو شاعری کے افہام و تفہیم اور تحسین و تنقید کا حق ادا ہو سکتا ہے۔ جبکہ یہ خالصتاً انسانی ذہن نارسا کی پیداوار ناپائیدار ہے مگر جانے بغیر چارہ نہیں۔ اسی طرح نثر میں اردوئے معلیٰ، صحافیانہ اردو، افسانہ، ڈرامہ، کہانی اور دیگر اصناف نثر کے قواعد و ضوابط، لب و لہجہ، زبان دانی، متروک و مستعمل الفاظ کا جاننا ایک ادیب کے لئے بہت ضروری ہے، جس کے بغیر وہ کسی قطار میں شمار نہیں آئے گا بلکہ استاد امام دین گجراتی بن جائے گا۔ جیسے استاد صاحب کہتے ہیں۔

سڑک
جو جاتی ہے مکے تلک

کسی مصاحب نے ٹوکا کہ استاد جی پہلا مصرع بہت چھوٹا ہے اور دوسرا بہت لمبا تو استاد جی نے بے دھڑک ارشاد فرمایا کہ

"ساکت البہر نہیں اے۔ نالے ویکھدا نئیں کہ سڑک کنی لمبی اے"

(کہ ساقط البحر نہیں ہے دوسری یہ بات کہ سڑک مکہ تک لمبی بھی تو ہے)

ایک مثال تفنن طبع کے لئے اور ملاحظہ ہو۔ استاد صاحب فرماتے ہیں۔

جنت کی سیٹیں تو پر ہو چکی ہیں
تو چھیتی سے دوزخ میں وڑ مام دینا

شعرا نے ان شعروں کو وہی جگہ دی ہے جس کے وہ لائق تھے اور استاد مام دین صاحب کو بھی وہی مقام حاصل ہوا جس کے وہ اہل تھے۔

قرآن پاک کے متعلق گفتگو کرنا یقیناً ایک مومن، متقی، عربی دان کو ہی زیب دیتا ہے کہ وہی اس کا اہل ہے اسے مولوی کے نام سے پکاریئے یا دھتکاریئے۔ یہ تو اپنے اپنے ظرف کی بات ہے۔ آیئے قرآن کریم کی نہ مٹنے والی اور نہ بجھنے والی روشنی میں دیکھیں کہ قرآن کس کو اس کا اہل قرار دیتا ہے۔

سورۃ نحل میں ارشاد ربانی ہے۔

"اور ہم نے تم سے پہلے مردوں ہی کو پیغمبر بنا کر بھیجا تھا جن کی طرف ہم وحی بھیجا کرتے تھے۔ اگر تم لوگ

نہیں جانتے تو اہلِ کتاب سے پوچھ لو"۔ (آیت: ۴۳)

"(اور ان پیغمبروں کو) دلیلیں اور کتابیں دے کر (بھیجا تھا) اور ہم نے تم پر بھی یہ کتاب نازل کی ہے تاکہ جو (ارشادات) لوگوں پر نازل ہوئے وہ ان پر ظاہر کر دو تاکہ وہ غور کریں" (آیت: ۴۴)

سورۃ انبیاء میں ارشاد ہوا کہ...... "اور ہم نے تم سے پہلے مرد ہی (پیغمبر بنا کر) بھیجے جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے اگر تم نہیں جانتے تو جو یاد رکھتے ہیں ان سے پوچھ لو۔ (آیت: ۷)

ان دو جگہوں کے علاوہ کئی اور مقامات پر بھی اللہ تعالیٰ نے اسی انداز سے بات کی ہے۔ اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کے جو "علماء مخالف" لوگ قرآنیات میں اپنا حصہ ڈالنا چاہتے ہیں اور بے چارے بے چارگی میں ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں وہ بتا سکتے ہیں کہ وہ قرآنی فیصلہ کے مطابق "اہلِ ذکر" ہیں؟ ان کو کتاب آتی ہے؟ وہ کتاب آشنا بھی ہیں؟ یا صرف "ہائی جیکر" ہیں؟ "خبریں" کی یکم اور تین جولائی (۹۶ء) کی اشاعت میں جناب سرفراز علی حسین نے اپنے کالم "پی سی او" کا عنوان "قرآن کے ہائی جیکر" باندھا ہے۔ ان کی اٹھان، ان کی اڑان، ان کی زبان و بیان میں تکلم کالمانہ کا ایک خاص رنگ حسبِ معمول نمایاں تھا لیکن اب کے ایک خاص رنگ تجاہلِ عارفانہ کا بھی تھا۔ سرفراز صاحب کے طویل کالم کا خلاصہ یہ ہے کہ........."قرآن کے کسی بھی حرف، لفظ، اصطلاح یا آیت کے ساتھ اس کے مشکل یا متشابہ ہونے کے باعث پیغمبر اسلام کی فرمائی ہوئی تفسیر یا تشریح موجود نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ نے قرآنی آیات کو بار بار کھلی، صریح، روشن اور آسان کہا ہے اور کہیں بھی اپنی اس کھلی کتاب کو کسی بھی درجے یا کسی بھی سطح کے مفسر یا شارح کا محتاج نہیں بنایا۔ لیکن اللہ کے حکم کو صرف نیک نیت اور بے لوث لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں اور اللہ کے حکم کی پابندی صرف اہلِ علم ہی کرتے ہیں۔ جبکہ "علم" نیک نیت اور بے لوث لوگوں کے علاوہ کسی بھی فسادی، طالع آزما یا صاحبِ طمع کو اپنے اہل نہیں سمجھتا۔ طامع، عالم نہیں ہوسکتا اور عالم طامع نہیں ہوسکتا"......... ان خیالات کی اساس پر سرفراز صاحب نے پوری امت مسلمہ کی چودہ سو سالہ تاریخ میں گزرنے والے مفسرین اور شارحین کو صاحبِ علم، نیک نیت اور بے لوث ماننے سے انکار کر دیا ہے۔ اس قسم کے دعویٰ کے لئے ہمیشہ علم و دانش اور دلیل و برہان کی بجائے "ہمت مردانہ" اور جرأت رندانہ" کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ سرفراز صاحب نے بھی انہی دو چیزوں سے کام لیا ہے۔ قرآن کریم کی ۳۷ کے قریب آیات (بعض آیات اور بعض آیات کے ٹکڑوں) کا اردو ترجمہ نقل کرنے کے بعد انہوں نے بیک جنبش قلم علم تفسیر کو بے فائدہ اور مفسرین کو بے علم، طامع اور بد نیت قرار دے دیا ہے۔ جبکہ ان کی اپنی دیانت کا حال یا مال تو یہ ہے کہ وہ ترجمہ قرآن کسی اور کا چُراتے ہیں اور اپنے مضمون کی زینت بناتے ہیں لیکن یہ لکھنے کی توفیق نہیں ہوتی کہ یہ ترجمہ فلاں بزرگ کا ہے۔ مستزاد یہ ہے کہ بزرگوں کو بُرا بھی کہا جارہا ہے۔ یہ بزرگ مولانا فتح محمد جالندھری رحمہ اللہ علیہ ہیں جن کے ترجمے کو چوری کر کے اپنی "بزرگی" کی لاٹ سلفی کی گئی ہے۔ پھر یہ کہ آیات کریمہ کے پورے ترجمے

نہیں دیئے گئے بلکہ آیت کے ایک دو جملوں کے ترجمے لکھ کر سبکدوش ہوگئے اور قرآن شناسی کی ڈینگ ماردی۔ سرفراز صاحب ایسے حضرات اس بات کا اچھی طرح فہم رکھتے ہیں کہ شیکسپیئر کے ڈرامے نہیں پڑھے جا سکتے، اگر قدیم انگریزی پر عبور نہ ہو۔ بلکہ سرفراز صاحب تو بلھے شاہ کی کافیاں اور وارث شاہ کی ہیر بھی نہیں پڑھ سکتے اگر انہیں قدیم پنجابی نہ آتی ہو۔ آدمی کسی کی محنت، جستجو، تلاش، تفحص، اور پھر اظہار کاوش کا اُسی وقت دشمن بن جاتا ہے جبکہ وہ اس کاوش کے بارے میں کورا کاغذ بھی نہیں ہوتا! عربی کا محاورہ ہے "الناس اعداء لما جھلوا" .... لوگ اس کے دشمن ہیں جس کو نہیں جانتے۔ سرفراز صاحب فرماتے ہیں .... "مولوی نے عربی زبان سیکھ کر اور نام نہاد علوم پڑھ پڑھا کر قرآن کو پوری طرح سے "ہائی جیک" کر رکھا ہے اور اسی اغواء برائے تاوان کے ذریعے صدیوں سے خلقِ خدا کو بلیک میل کر رہا ہے" .... یہ طرز کلام اس کنفیوژن، جھنجھلاہٹ اور جھلاہٹ پر مبنی عجز اور بے بسی کا اظہار ہے جو قرآن کو ہائی جیک کرنے کے عمل میں ڈپٹی نذیر احمد سے لے کر چودھری غلام احمد پرویز تک "جدید" مفسرین و مترجمین کا مقدر بنتی ہے اور یہ حضرات مولوی کی بھرپور مزاحمت سے عاجز ہو کر دشنام و الزام پر اتر آتے ہیں۔ مولوی کو "قرآن کا ہائی جیکر" کہنے والے دراصل کوتوال کو ڈانٹنے والے اور "چور چور" کا شور مچانے والے اصلی تے وڈے چور ہیں۔ جو اختلاف فکر و نظر کا اظہار، سرفراز صاحب کی طرح ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ .... "بول مولوی اب تو کہاں کھڑا ہے؟" یہ مارٹن لوتھر کا پروٹسٹنٹ ازم تو ہوسکتا ہے اسلام ہرگز نہیں ہے۔ سرفراز صاحب مارٹن لوتھر کو آئیڈیلائز بھی کرتے ہیں۔ وہ شاید خود بھی مارٹن لوتھر کا کردار ادا کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن اس خواہش میں وہ قرآن کے ساتھ وہی سلوک کر رہے ہیں جو سینٹ پال نے انجیل کے ساتھ کیا تھا۔ اسی لئے تو سرفراز صاحب کے "پی سی او" سے مولوی کو "ابنا کسس کالز" (OBNOXIOUSCALLS) موصول ہو رہی ہیں۔

اب ذرا سرفراز صاحب کی قرآن دانی کے جواہر پارے ملاحظہ ہوں۔ سب سے پہلا ترجمہ جو انہوں نے نقل کیا وہ ہے سورۃ البقرہ آیت ۹۹ .... "ہم نے تمہارے پاس سلجھی ہوئی آیتیں ارسال فرمائیں ہیں" .... یہ پوری آیت نہیں اس کا کاٹا ہوا ایک حصہ ہے۔ جیسے کوئی جدید قرآن دان، قرآن شناسی کا دعویٰ کرتے کرتے بہکے، لڑھکے، پھسلے اور کہہ دے کہ جی قرآن میں آیا ہے "لا تقربو الصلوٰۃ" (نماز کے قریب (بھی) مت جاؤ)۔ حالانکہ پوری آیت یوں ہے "لا تقربو الصلوۃ و انتم سکریٰ" (نماز کے قریب نہ ہو جب تم نشہ میں ہو)

اب قرآن دان صاحب یہ بھی استدلال کرسکتے ہیں کہ چونکہ نشہ کیا جاسکتا ہے اس لئے نشہ سے نکل کر نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ ایسا ہی مذکورہ آیت کے ساتھ کیا گیا ہے۔ پورا ترجمہ یوں ہے "ہم نے تمہارے پاس سلجھی ہوئی آیتیں ارسال فرمائی ہیں اور اس سے انکار وہی کرتے ہیں جو بد کردار ہیں"۔ سرفراز صاحب یہ فرمائیں کہ آیت کے آخری حصے کو کاٹنے سے کیا فائدہ مطلوب ہے؟ کیا بد کرداروں کو بے نام رکھنا مطلوب ہے؟ یا قرآن کے وحدانی طرز گفتگو کو تقسیم کے پاکستانی عمل سے دوچار کرنا مقصود ہے کہ سچے "روشن خیال"

پاکستانیوں کی موجودہ فکری روش یہی ہے۔اس آیت میں کونسی بات متشابہات میں سے ہے جسے آپ نے چھپایا ہے یا اس سے بچنے کی کوشش کی ہے؟ واضح بات ہے کہ متقی ہی قرآن شناس ہو سکتا ہے اور یہ قرآنی فیصلہ ہے۔ "ھدی للمتقین" متقیوں کے لئے ہدایت ہے! اور بد کردار اس کا انکار کرتے ہیں۔ بد کرداروں کی بد کرداری کی اوّلیں صفت ہی انکار آیات ہے۔

نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، قربانی، دولت کی گردش عامہ، انفاق، یہ تمام اللہ کی آیات ہیں ان کا انکار کرنے والا بد کردار نہیں تو اور کون ہے؟ دروغ گوئی، وعدہ خلافی، سود خوری، چغل خوری، عیب جوئی، تکبر، خود پسندی، نام بگاڑنا، دشنام و الزام وغیرہ یہ سب وہ عیوب ہیں جو قرآن دانی میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ جہالت میں اضافہ کرتے ہیں اور بد کرداری میں "کوآپریشن" کرتے ہیں۔اب سرفراز صاحب اسی ایک آیت کی روشنی میں جدید قرآن دانوں کی رویئے، ان کے جذبے، ان کے اشغال، ان کے اعمال، ان کی دلچسپیاں اور ان کی پسندیدہ روشیں ملاحظہ فرمائیں۔ انصاف کے تقاضوں کو پورا کریں اور مولوی سے قرآن چھیننے والے پاکستانی مارٹن لوتھروں کو دیکھیں، جانچیں اور پرکھیں!

سرفراز صاحب نے جس بزرگ کے ترجمے سے اپنے مطلب و پسند کی "آیتیں" کاٹ کاٹ کر ان کا ترجمہ لکھا ہے۔ وہ مترجم بھی تو مولوی ہے اور اسی بزرگ مولوی نے یہ ترجمہ لکھا ہے جسے سرفراز صاحب نے عیسائیوں کے پادریوں یا راہبوں کی طرح چھپایا ہے۔دوسرا ترجمہ آپ نے یوں نقل کیا ہے۔" بھلا تم زیادہ جانتے ہو یا خدا" (بقرہ ۱۴۰)۔ اب پورا ترجمہ ملاحظہ ہو......." (اے یہود و نصاریٰ) کیا تم اس بات کے قائل ہو کہ ابراہیم، اسمٰعیل اور اسحٰق اور ان کی اولاد یہودی یا عیسائی تھے۔(اے محمد ان سے) کہو کہ بھلا تم زیادہ جانتے ہو یا خدا؟" (ترجمہ از مولانا فتح محمد جالندھری مرحوم) سرفراز صاحب نے تاثر یہ دینے کی کوشش کی ہے کہ یہ آیت گویا ان بارہ صدیوں کے علماً کے لئے ہے جو خدا سے زیادہ جاننے کے دعویدار ہیں (معاذ اللہ) حالانکہ اس میں تو بڑی صراحت کے ساتھ یہ بات بتائی گئی ہے کہ اللہ نے تورات و انجیل میں جو ہدایت نازل کی ہے وہ بات تورات اور انجیل کے نہ جاننے والے نہیں جانتے بلکہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے جس نے سچ نازل کیا ہے۔

چونکہ پاکستانی مارٹن لوتھر قرآن کا اسلوب نہیں جانتے۔اسی لئے ادھوری گفتگو کو مکمل بات سمجھتے ہیں اور اسی لئے قرآن کے ترجمہ و تفسیر سے اس قسم کا سلوک کرتے ہیں۔ پوری بات کئے بغیر بھلا اللہ کی بتائی ہوئی بات سمجھی جاسکتی ہے؟ سرفراز صاحب آیت:۱۸۷ سورہ البقرہ کا حوالہ دیتے ہیں۔ وہ بھی ادھوری آیت کا۔ آخر والا حصہ نقل کر دیا اور سمجھے کہ مضمونِ قرآن مکمل ہو گیا۔ سرفراز صاحب نے جو ترجمہ نقل کیا وہ یوں ہے "اسی طرح خدا تعالیٰ اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ وہ پرہیزگار بنیں۔" پوچھا جاسکتا ہے کہ کونسی آیتیں؟ کیا کھول کھول کر بیان کیا گیا ہے؟ کن آیتوں کو پڑھ، سن کر آدمی پرہیزگار بن سکتا ہے؟ یہاں اگر سرفراز صاحب کی طرح ترجمہ کی کتر بیونت کریں تو میرے ان سوالوں کا جواب ہی نہیں

ملے گا۔ چہ جائیکہ اُمتوں کو ہدایت ملے۔" اسی طرح خدا اپنی آیتیں کھول کھول کر لوگوں کو بیان فرماتا ہے" کی ذیل میں بتانا ہوگا کہ کونسی آیت ہے جو کھول کھول کر بیان کی گئی ہے۔ اس کی تفسیر بیان کرنا ہوگی اور جو تفسیر محمد ﷺ نے بیان فرمائی ہے وہی بیان ہوگی۔ یہ تاثر دینا بھی عیسائیوں کے راہبوں کی نقالی ہے کہ حضور ﷺ نے کوئی تفسیر بیان نہیں فرمائی۔ یا یہ کہ سرفراز کی بیان فرمودہ نقل کسی متشابہ آیت کا حصہ ہے۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ اصل حقیقت یوں ہے کہ......... "روزوں کی راتوں میں تمہارے لئے اپنی عورتوں کے پاس جانا جائز کردیا گیا۔ وہ تمہاری پوشاک ہیں اور تم ان کی پوشاک ہو۔ خدا کو معلوم ہے کہ تم (ان کے پاس جانے سے) اپنے حق میں خیانت کرتے تھے۔ سو اس نے تم پر مہربانی فرمائی اور تمہاری حرکات سے درگزر فرمائی۔ اب (تم کو اختیار ہے کہ) ان سے مباشرت اور خدا نے جو چیز تمہارے لئے لکھ رکھی ہے (یعنی اولاد) اس کو (خدا سے) طلب کرو اور کھاؤ پیو یہاں تک کہ (صبح کی) سفید دھاری (رات کی) سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے۔ پھر روزہ رکھ کر رات تک پورا کرو اور جب تم مسجدوں میں اعتکاف بیٹھے ہو تو ان سے مباشرت نہ کرو یہ خدا کی حدیں ہیں ان کے پاس نہ جانا۔ اس طرح خدا اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ وہ پرہیزگار بنیں"۔

یہ وہ ترجمہ ہے جس کے آخری نامکمل حصے کو سرفراز صاحب نے نقل کیا ہے اور سبکدوش ہوگئے حالانکہ یہ احکام جن کی تفصیل قرآن کریم میں بیان فرمائی گئی ہے، یہ کھلی آیات ہیں نہ کہ آخری حصہ!۔ پھر قرآنی آیت میں خیط الابیض اور خیط الاسود جس کو کہا گیا ہے وہ ترجمہ و تفسیر سے ہی سمجھا جائے گا۔ جو کہ مولوی ہی کرسکتا ہے۔ سرفراز صاحب جو کچھ کریں گے وہ مولوی کی نقل میں کریں گے۔ اور حادثہ یہ ہے کہ وہ بھی ادھوری نقل! سرفراز صاحب نے سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۴۲ کا ترجمہ نقل کیا ہے کہ......... "اسی طرح خدا اپنے احکام تمہارے سامنے واضح فرماتا ہے تاکہ تم سمجھو"۔ اللہ پاک نے طلاق، مرنے والے کی بیویوں کے حقوق، وصیت، مطلقہ عورتوں کا نان نفقہ، خوف کی حالت میں نماز، امن کی حالت میں نماز، ان تمام کے احکام بیان کئے۔ یہ سب کچھ بغیر "کذالک" کیسے سمجھ میں آئے گا؟ سرفراز صاحب نے یہاں بھی وہی علمی حربہ استعمال کیا جو لاعلمی میں ہوجاتا ہے۔ یہ قرآن کے ساتھ ظلم ہے۔ اگر لوگ قرآن کے ساتھ ایسا ہی سلوک شروع کردیں اور غلام احمد پرویز یا اس قسم کے دوسرے اشرار کی طرح قرآن کو زبان کی گرامر اور ادب کی تنقید جتنا مقام بھی نہ دیں تو قرآن ہی رخصت ہوجائیگا چہ جائیکہ "مفہوم القرآن" متعین کیا جاسکے۔ اور پھر پاکستانی مارٹن لوتھروں کا ہی "مفہوم القرآن" کیوں مانا جائے؟ وجہ ترجیح کیا ہے؟ سلف صالحین سے یہ حق چھین کر انہیں دے دیا جائے تو تب علماء ہائی جیکر نہیں ہیں اور اگر علماء سے ان کا جائز، اصولی اور حقیقی حق نہ چھینا جائے تو پھر وہ ہائی جیکر؟

خدا جانے تمہیں کیا ہوگیا ہے

خرد بیزار دل سے، دل خرد سے

"خبریں" کے کالم میں قرآن نہیں سمجھایا جا سکتا۔ ہاں اس کے سمجھنے کی راہیں دکھائی جا سکتی ہیں سو وہ عرض کردی ہیں۔"

پیر شو بیاموز"............ بوڑھا ہو اور سیکھتا رہ!

قرآن کی غلط تفسیر اور من مانی تعبیر یقیناً بہت بڑا جرم ہے لیکن "ملا دشمنی" کی آڑ میں کتاب و حکمت (قرآن سنت) اور دین و شریعت کے مسلمات سے انحراف اور انکار کی راہیں ہموار کرنا کیسا عمل ہے؟

سرفراز صاحب! آپ قرآن پاک کے صرف "نیک نیتی سے کیے ہوئے ترجمے" کے قائل ہیں۔ یہ فرمایئے کہ شاہ ولی اللہ کے فارسی ترجمۂ قرآن، ان کے فرزند شاہ رفیع الدین کے تحت اللفظ اردو ترجمہ اور دوسرے فرزند شاہ عبد القادر کے بامحاورہ اردو ترجمہ کے بارے میں کیا خیال ہے؟

اور اب آخر میں مرحوم علامہ محمد حسین عرشی امرتسری (جو پرویزی طرزِ تفسیر کے دلدادگان میں بڑے محترم مانے جاتے تھے)۔ کا ایک مقولہ پڑھیئے اور کوئی بہتر فیصلہ کیجئے۔ ۱۹۷۵ء میں یہیں لاہور میں حکیم محمد موسیٰ امرتسری صاحب کی دکان پر اچانک میری ملاقات عرشی صاحب سے ہو گئی۔ مین نے عرشی صاحب سے پوچھا جناب آپ نے غلام احمد پرویز کی "مفہوم القرآن" دیکھی ہے؟ فرمایا، ہاں! میں نے کہا کیا خیال ہے؟ فرمایا......... "شاہ رفیع الدین مرحوم کے ترجمۂ قرآن کو دوبارہ عربی میں منتقل کیا جائے تو قرآن کے قریب قریب کتاب مرتب ہو گی اور مفہوم القرآن کو عربی میں ڈھالا جائے تو کوئی اور ہی کتاب بن جائے گی"!! وما علینا الا البلاغ

◆◆

(بقیہ از ص ۱۹)

لشکر میں شامل تھے جس میں ابوایوب انصاریؓ شریک تھے۔"

۱۱۔ مولانا سید حسین احمد مدنی تحریر فرماتے ہیں۔ "یزید کو متعدد معارک جہاد میں بھیجنے اور جزائر ابیض اور بلادہائے ایشیائے کوچک کے فتح کرنے حتیٰ کہ خود استنبول (قسطنطنیہ) پر بڑی بڑی افواج سے حملہ کرنے وغیرہ میں آزمایا جا چکا تھا۔ تاریخ شاہد ہے کہ معارکِ عظیمہ میں یزید نے کارہائے نمایاں انجام دیئے تھے۔ (مکتوباتِ شیخ الاسلام جلد ۱ ص ۲۵)

۱۲۔ معروف سیرت نگار علامہ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں کہ "یہ بشارت سب سے پہلے امیر معاویہؓ کے عہد میں پوری ہوئی اور دیکھا گیا کہ دمشق کی سرزمین پر اسلام میں سب سے پہلے تخت شاہی بچھایا جاتا ہے اور دمشق کا شہزادہ یزید اپنی سپہ سالاری میں مسلمانوں کا پہلا لشکر لے کر بحر اخضر میں جہازوں کے بیڑے ڈالتا ہے اور دریا کو عبور کر کے قسطنطنیہ کی چار دیواری پر تلوار مارتا ہے۔ (سیرت النبی ﷺ ج ۳ ص ۶۰۱ مطبوعہ لاہور) اور سب سے آخر میں یہ کہ ابوایوب انصاریؓ کی قبر (استنبول قسطنطنیہ) کے کتبے پر یہ دیکھا جا سکتا ہے کہ یزید بن معاویہؓ نے بحیثیت امیر لشکر ان کی وصیت کے مطابق ان کی نماز جنازہ پڑھائی تھی۔

مولانا محمد عبداللہ (احمد پور شرقیہ)

بارگاہِ الٰہی میں حاضری کے آداب

حافظوا علی الصلوۃ والصلوۃ الوسطی وقوموا للہ قنتین۔ (القرآن)

ترجمہ: سب نمازوں کی پابندی کیا کریں اور (خاص طور پر) درمیانی نماز کی، اور اللہ کے سامنے باادب کھڑے ہوا کریں۔

ایک شخص اپنے ساتھ کچھ رقم لے کر گھر سے باہر نکلتا ہے۔ کوئی جیب تراش یا راہزن گھات میں لگا رہتا ہے۔ جہاں اسے موقعہ ملتا ہے، ہاتھ کی صفائی دکھا کر اپنا مقصد حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ گھر سے نماز اداء کرنے کے لئے نکلے ہیں تو آپ کہاں جا رہے ہیں؟ آپ کا رخ مسجد کی طرف ہے اور یہ مساجد اللہ رب العزت کے دربار ہیں۔ شاہی دربار میں پہنچ کر بندہ اپنے رب کے حضور پیش ہوتا ہے۔

فَاِنَّ الْمُصَلّٰی یُنَاجِی رَبَّہٗ (بخاری شریف)

احکم الحاکمین کی حمد و ثناء کے نغمے زبان پر لاتا ہے۔ اس کی عظمت و کبریائی کے بیان کے ساتھ اس کی تسبیح و تقدیس کرتا ہے۔ کبھی دست بستہ اس کے سامنے کھڑا ہوتا ہے، کبھی جھک کر آداب شاہی بجا لاتا ہے اور کبھی جبین نیاز زمین پر ٹیک کر اپنی بندگی کا اعتراف کرتا ہے۔ بندہ اور کر ہی کیا سکتا ہے؟ بس یہی دو چار مرتبہ کی اٹھک بیٹھک ہے، جس سے وہ اپنے عجز و نیاز کا اظہار کرتا ہے اور پھر باادب گھٹنے ٹیک کر بیٹھتا ہے اور یوں عرض گزار ہوتا ہے۔ مولا! میری کیا بساط ہے کہ بندگی کا حق ادا کر سکوں؟ بس، تمام قولی، بدنی اور مالی عبادتیں، تیری ہی نذر ہیں، میں تیرا ہی پرستار اور تیرے محبوب کا نام لیوا ہوں۔

ہمینم بس کہ داند ماہرویم
کہ من نیز از خریداران اُویم

حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں کہ "نماز میں بندہ تکبیر تحریمہ کہتے وقت دونوں ہاتھ اوپر کو اٹھا کر گویا اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ اے اللہ! میں ہر دو عالم سے دست بردار ہو کر تیری بارگاہ میں حاضر ہو رہا ہوں۔ اور جب اخیر میں سلام پھیرتا ہے تو گویا وہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ کسی اور دنیا سے واپس اس دنیا میں آگیا ہے۔"

بہر حال جو بندہ اس طرح کے جذبات کے ساتھ نماز اداء کر کے مسجد سے باہر آتا ہے تو شہنشاہ مطلق کی طرف سے ایک تو اسے خطاؤں کی بخشش کا پروانہ ملتا ہے، دوسرا رب کی خوشنودی اور حسنات و درجات کی ترقی کا۔

کیا آپ نے کبھی یہ سوچا ہے کہ آپ مسجد کی طرف روانہ ہوتے ہیں تو آپ کا ازلی دشمن شیطان آپ کے ہمراہ ہولیتا ہے۔ اس کی پہلی کوشش تو یہ ہوتی ہے کہ آپ راستے ہی سے واپس آجائیں۔ اگر آپ اندر داخل ہو کر "رکوع کرنے والوں" کے گروہ میں شامل ہو جاتے ہیں تو پھر وہ دوسرے حربوں سے کام لیتا ہے۔ ایک ایک رکن میں رخنہ اندازی کی سعی کرتا ہے۔ جماعت میں کہیں خلل (درمیان میں خالی جگہ) دیکھتا ہے تو وہاں سے گھس کر نمازیوں کے اتحاد اور محبت کو پامال کرتا ہے، کبھی قرأت میں مغالطہ ڈال دیتا ہے، کبھی رکعتوں کی تعداد بھلوا دیتا ہے، کبھی وسوسے ڈال کر دلجمعی اور یکسوئی کو ختم کر دیتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ شیطانی مشینری کا وہ کارندہ جو لوگوں کی نمازیں "خنزب" کرنے پر تعینات ہے۔ حدیث شریف میں اس کا نام حنزب بتایا گیا ہے۔ بہر حال وہ ظالم جس نے بہشت سے نکلتے وقت یہ کہا تھا۔

(اے اللہ!) میں بھی گھات لگا کر تیری سیدھی راہ میں بیٹھ جاؤں گا۔ پھر (ان کو گمراہ کرنے کے لئے) ان کے آگے سے آؤں گا، پیچھے سے آؤں گا۔ دائیں طرف سے آؤں گا، بائیں طرف سے آؤں گا۔"

وہ پوری کوشش میں لگا رہتا ہے کہ آدم علیہ السلام کا بیٹا بامراد اور کامیاب واپس نہ جائے۔ نماز کے ثمرات میں سے اسے کچھ حاصل نہ ہو۔ چنانچہ تکبیر تحریمہ سے لے کر سلام پھیرنے تک ہر مرحلے میں اس کی دسیسہ کاریوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

اس لئے میں اپنے ملی بھائیوں کی خدمت میں عرض گزار ہوں کہ آپ اپنی نمازیں درست کیجئے۔ اگر آپ اللہ کی بارگاہ میں حاضری کے آداب جانتے ہیں، تو ان پر عمل کیجئے، نہیں جانتے تو اہل علم سے پوچھ کر کتابیں پڑھ کر معلوم کیجئے۔ اگر آپ نماز کے ساتھ دین کے دوسرے احکام پر بھی عمل پیرا ہیں، تو بڑی خوشی کی بات ہے، ورنہ یہ خیال نہ کیجئے کہ اور تو کچھ ہوتا نہیں، اس نماز پڑھنے کا کیا فائدہ؟ یہ انداز فکر بجائے خود ایک شیطانی چکر ہے۔ آپ اس سے بچ کر رہیئے۔ آپ اللہ کے حضور پیش ہو کر دیکھیئے، آپ کی ادائیں مالک کو پسند آگئیں تو وہ بار بار آپ کو شرف باریابی سے سرفراز فرمائیں گے۔

نماز کے مسائل یوں تو بہت زیادہ ہیں اور ان پر بڑی بڑی کتابیں لکھی ہوئی ہیں۔ آج کی فرصت میں ہم تین مسائل کا ذکر کرتے ہیں، جن سے عوام تو بجائے خود رہے، بہت سے خواص بھی بے خبر یا غافل ہیں۔

پہلا مسئلہ:

یہ آغاز نماز سے تعلق رکھتا ہے۔ جب آدمی نماز شروع کرتا ہے تو تکبیر تحریمہ (یعنی اللہ اکبر) کہتا ہے۔ یہ تکبیر کہنا نماز کا پہلا رکن اور فرض ہے اور بحالت قیام اس کا اداء کرنا ضروری ہے یعنی کھڑے کھڑے کہے یا کم از کم رکوع تک پہنچنے سے پہلے ختم کر لے۔ یہ جو عموماً دیکھنے میں آتا ہے کہ ایک شخص مسجد میں آتا

ہے، آگے جماعت ہو رہی ہے، امام رکوع میں ہے وہ شخص رکوع میں جاتے جاتے تکبیر تحریمہ کہہ لیتا ہے، اگر اس کی تکبیر رکوع میں پہنچ کر ختم ہوئی، تو اس کی نماز نہ ہوئی۔ امداد الفتاویٰ میں ہے۔

"تکبیر تحریمہ میں قیام فرض ہے..... یہ جو عادت ہے کہ اللہ اکبر کے ساتھ اول ہی سے رکوع میں پہنچ جاتے ہیں، ان لوگوں کی نماز نہیں ہوتی۔"

صحیح طریقہ یہ ہے کہ صف میں کھڑا ہو کر ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہے۔ پھر ہاتھ باندھ لے۔ دوبارہ تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے۔ تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ باندھ لینا اور رکوع میں جانے کے لئے تکبیر کہنا فرض تو نہیں ہے بلکہ یہ دونوں کام سنت ہیں، صرف تکبیر تحریمہ کھڑے کھڑے کہنا فرض ہے۔ لیکن نماز کی تکمیل یوں ہی ہوتی ہے کہ سنتوں پر بھی عمل کیا جائے۔ زیادہ تفصیل کتب فقہ میں ہے۔ وھذا القدر کاف ھھنا

دوسرا مسئلہ:

نماز میں رکوع سے اٹھ کر کھڑا ہونے کو "قومہ" کہا جاتا ہے اور پہلے سجدہ سے اٹھ کر بیٹھنے کو "جلسہ" کہتے ہیں۔ اول تو بہت سے لوگ رکوع سجود ہی صحیح طرح سے اداء نہیں کرتے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ لوگوں میں بدترین چور وہ ہے جو اپنی نماز میں سے چوری کر لیتا ہے۔ صحابہؓ نے پوچھا، یا رسول اللہ ﷺ! نماز میں کیسے چوری کر لیتا ہے۔ فرمایا: وہ رکوع، سجود پورا نہیں کرتا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۸۳)

تعدیل ارکان یعنی رکوع سجود کو اچھی طرح اطمینان سے اداء کرنا واجب ہے اور بعض ائمہ دین نے اسے فرض کہا ہے پھر بہت سے آدمی اگر رکوع سجود، صحیح طرح سے اداء کر بھی لیتے ہیں تو قومہ اور جلسہ میں بڑی غفلت سے کام لیتے ہیں۔ رکوع سے ذرا سا سر اٹھایا، سیدھے نہیں ہوتے کہ سجدے میں چلے گئے اور سجدے سے تھوڑا سا سر اٹھایا اور پھر سجدے میں چلے گئے۔ حدیث شریف میں اس طرح کرنے کو نقر الدیک یعنی مرغ کی طرح ٹھونگے مارنے سے تعبیر کیا گیا ہے۔

ظاہر ہے ایسی نماز کو عبادت تو نہیں کہا جا سکتا۔ پھر لذت خدا شناسی کہاں سے میسر آئے؟ ایسی ہی نماز کے بارے میں اقبال مرحوم نے کہا ہے:

تیرا امام بے حضور، تیری نماز بے سرور
ایسے امام سے گزر، ایسی نماز سے گزر

قومہ اور جلسہ کو بہت سے فقہا نے واجب قرار دیا ہے جیسا کہ "فتح القدیر" اور "شامی" میں ہے۔

اکابر دیوبند میں سے حضرت مفتی کفایت اللہ اور بریلوی علماء میں سے صاحب "بہار شریعت" نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

الغرض رکوع سے اٹھ کر اطمینان کے ساتھ سیدھا کھڑا ہونا اور پہلے سجدے سے اٹھ کر اطمینان کے ساتھ بیٹھنا بہت ضروری ہے۔ ورنہ تو نماز ناقص رہ جاتی ہے۔

احادیث میں قومہ اور جلسہ کے دوران پڑھنے کے لئے مختلف دعائیں منقول ہیں، ہوسکے تو نوافل میں یہ دعائیں بھی پڑھی جائیں۔

تیسرا مسئلہ:

نماز سے فارغ ہونے کے لئے آدمی دونوں طرف سلام پھیرتا ہے، لیکن بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ "السلام علیک" میں کس پر سلام کرنے کی نیت ہونی چاہیے۔ "درمختار اور شامی" میں لکھا ہے کہ لوگوں کے طرز عمل سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی منسوخ شریعت کا مسئلہ ہے کیونکہ جید علماء کے علاوہ نہ کسی کو یہ مسئلہ معلوم ہے نہ اس پر عمل کرتا ہے۔ مسئلہ کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

ا۔ اگر آدمی تنہا نماز پڑھ رہا ہو تو دائیں بائیں فرشتگان کی نیت کرے۔

ب۔ اگر امام ہو تو پہلے دائیں طرف کے مقتدیان اور دو فرشتوں کی نیت کرے۔ اسی طرح پھر بائیں طرف کے سلام میں نیت کرے اور جو مقتدی اس کے پیچھے برابر میں ہو اس کو دونوں مرتبہ شامل کرے۔

ج۔ اگر مقتدی ہو تو پہلے دائیں طرف کے نمازیوں اور ان کے ساتھ فرشتوں کی نیت کرے، پھر بائیں طرف کے، امام اس سے جس طرف کھڑا ہو۔ اس میں اسے شامل کرے۔ آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے کہ جو شخص آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے نماز کی پابندی کرے گا نماز اس کے لئے نور (سچے مسلمان ہونے کا) ثبوت اور قبر حشر میں نجات کا باعث ہوگی اور جو ایسا نہیں کرے گا۔ نماز اس کے لئے نہ نور ہوگی، نہ برہان، نہ نجات کا سامان۔ وہ قارون، فرعون، ھامان اور ابی بن خلف (جیسے بدبختوں) کے ساتھ اٹھایا جائیگا۔

آنحضرت ﷺ نے یہ چار نام جو لئے ہیں، تو محدثین نے ان کی تخصیص کی عجیب وجہ بیان فرمائی ہے وہ یہ کہ انسان کے لئے یاد خداوندی سے غفلت کا باعث چار چیزیں ہو سکتی ہیں۔

ا۔ تخت اور کرسی اقتدار کا گھمنڈ، جیسے کہ فرعون اس کا شکار تھا۔

۲۔ مال و دولت کی فراوانی اور یہ سمجھنا کہ میں نے یہ سب کچھ اپنی عقل مندی اور دانائی سے جمع کیا ہے، جیسا کہ قارون سمجھتا تھا۔ وہ بے حساب دولت کا مالک تھا اور کہتا تھا: انما اوتیتہ علی علم عندی۔

۳۔ دفتری کام کاج اور منصبی فرائض۔ جیسا کہ ھامان، فرعون کے ایک کارندہ کی حیثیت سے کام کرتا تھا۔

۴۔ کاروبار اور کسب معاش کی مصروفیات۔ جیسا کہ ابی بن خلف مکہ کا ایک مشہور تاجر تھا۔ اب جو شخص ان حیلوں بہانوں سے یاد خداوندی سے غفلت برتتا ہے، اسے سوچ لینا چاہیئے کہ اس کا حشر کن لوگوں کے ساتھ ہوگا۔ آخرت کی زندگی کو سنوارنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان، بارگاہ الٰہی میں باقاعدگی سے حاضری دیا کرے اور اس کے طور طریقے اور آداب سیکھ کر ان کو بجالایا کرے۔

اللّٰھم وَفقنَا لِمَاتُحبّ وَتَرضیٰ   وَاجعَل اٰخِرتنا خیراً مِنِ الأُولیٰ

جہادِ قسطنطنیہ اور یزید

محترم جاوید اسلام خان نے ذیل کا مضمون نقیب ختم نبوت کے قارئین کے لئے ارسال کیا ہے، حسنِ اتفاق سے یہی مضمون روزنامہ پاکستان لاہور کی ٦ اگست ١٩٩٦ء کی اشاعت میں بھی قطع و برید کے ساتھ شائع ہوگیا- تاہم ذیل میں اصل مسودہ کے مطابق من و عن ہدیہ قارئین ہے- (ادارہ)

روزنامہ پاکستان (اسلام آباد اشاعت) کے ۵ جون کے شمارے میں دینی و اصلاحی کالم "تعمیر ملت" کے مستقل کالم نگار محترم ابوالحسنین نے ماہ محرم الحرام کے حوالے سے سیرت سیدنا حسینؓ پر روشنی ڈالی ہے- اپنے اسی کالم میں ان سے تاریخ اسلام کے ایک مشہور و معروف واقعہ کے بیان میں غلطی ہوئی ہے- ان سطور کا واحد مقصد اسی تاریخی مغالطے کا ازالہ ہے کہ جہاد قسطنطنیہ (استنبول) کی سپہ سالاری یزید بن معاویہؓ کے پاس نہیں کسی اور یزید نامی شخص کے پاس تھی-

مذکورہ کالم میں ابوالحسنین صاحب لکھتے ہیں-

"ایک اہم بات یاد رکھیں، قسطنطنیہ کے مبارک لشکر کی سرداری جس یزیدؓ (رضی اللہ عنہ کے الفاظ انہوں نے خود لکھے ہیں) نے کی تھی وہ یزید لعین نہیں کوئی اور یزیدؓ ہیں- اس یزید لعین سے قبل عرب میں یزید عام نام ہوا کرتا تھا- واقعۂ کربلا کے بعد یہ نام برائے نام ہی رہ گیا- آج دنیا کے گوشے گوشے میں حسینؓ کا اسم مبارک گونج رہا ہے اور یزید و یزیدیت پر مسلسل لعنت برس رہی ہے اور برستی رہے گی-"

ابوالحسنین صاحب نے نبی کریم ﷺ کی قسطنطنیہ پر پہلی بار حملہ کرنے والے لشکر کے جنتی ہونے کی بشارت کی وجہ سے اس لشکر کو "مبارک لشکر" تو قرار دے دیا مگر نہ جانے کیوں ان کی نظروں سے اس "مبارک لشکر" کے مجاہدین اور سپہ سالار کی تفصیلات رہ گئیں اور وہ اسے "کوئی اور یزید" سمجھ کر چل دیئے جس کی انہوں نے کوئی سند پیش کی نہ کوئی حوالہ، حالانکہ آپ حدیث اور تاریخ کی معروف و غیر معروف کتب دیکھ جائیے، اکثر کتب میں اس اہم واقعہ کی تفصیلات مل جائیں گی-

جہاد قسطنطنیہ کی سپہ سالاری کی بحث میں جانے سے قبل ذرا اس کی اہمیت اور تاریخی پس منظر دیکھ لیجئے کہ جس اہمیت کے باعث اکثر محدثین اور مؤرخین نے اس غزوہ کا ذکر اپنی کتب حدیث و تاریخ میں کیا ہے-

حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ کی خلافت کے ابتدائی دور میں مسلمانوں کو مسیلمہ کذّاب وغیرہ جیسے جھوٹے مدّعیان نبوت سے نبرد آزما ہونا پڑا چونکہ ان باغیان اسلام کی پشت پناہی و حوصلہ افزائی اس وقت کی

ایرانی مجوسی حکومت کر رہی تھی (حضرت ابوبکر کے سرکاری خطوط ص ۴۹) اس لئے ان سے فراغت کے بعد ایک تو ایران کے سرحدی علاقوں پر تادیبی حملہ ناگزیر ہو گیا تھا دوسرا اسلام کے دوسرے طاقتور ہمسایہ روم، جس کا دارالحکومت اس وقت قسطنطنیہ تھا، کی ریشہ دوانیوں اور مسلمان علاقوں پر اس کے حملوں کا جواب بھی ضروری ہو گیا تھا جس نے آگے چل کر باقاعدہ فتوحات کی صورت اختیار کر لی۔ یہاں تک کہ عہدِ خلافتِ فاروقی میں نہ صرف ایران بلکہ روم و مصر وغیرہ کے بہت سے علاقے اسلام کے زیر نگیں آگئے۔ اسلامی فتوحات و تسخیر کا سلسلہ جاری تھا کہ اسلام کے خلاف خطرناک عجمی سازش کے ذریعے حضرت سیدنا عمر فاروق اعظمؓ کو شہید کر دیا گیا۔ ان کے بعد سیدنا عثمانؓ خلیفہ ہوئے تو آپؓ نے بھی جہادی سرگرمیاں اور دشمنوں کی سرکوبی جاری رکھی۔ یہاں تک کہ آپؓ کے دور خلافت میں ایران کی مجوسی حکومت خاتمہ کو پہنچی۔

عہدِ عثمانیؓ میں حضرت معاویہؓ نے امیر المؤمنین سیدنا عثمانؓ سے پہلی "اسلامی بحریہ" کی تشکیل کی اجازت چاہی تاکہ بحری قوت حاصل کر کے دشمنوں سے بہتر طور پر لڑا جا سکے۔ امیرالمومنینؓ سے اجازت مرحمت ہو جانے کے بعد حضرت معاویہؓ نے بڑی تندہی اور یکسوئی کے ساتھ ایک طرف جنگی جہازوں کی تیاری شروع کر دی اور دوسری طرف مسلمان فوجوں کی بحری تربیت کا معقول بندوبست کیا۔ اس طرح پانچ سو سے زائد جنگی جہازوں پر مشتمل یہ پہلا "اسلامی بحریہ" عالم وجود میں آیا اور ۲۸ ہجری میں حضرت امیر معاویہؓ نے اپنی زیر قیادت سمندر پار قبرص جیسے اہم یونانی علاقے پر اسلامی پرچم لہرایا۔

یہی وہ غزوہ ہے جس میں شریک ہونے والے تمام مجاہدین کو نبی کریم ﷺ نے بخاری کی روایت کے مطابق جنتی ہونے کی خوشخبری سنائی۔ صحیح بخاری میں وہ روایت اس طرح ہے۔ سیدہ ام حرام بنت ملحانؓ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں۔

سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اوّل جیش من امتی یغذون البحر قد واجبوا۔ قالت ام حرام قلتُ یا رسول اللہ انا فیهم (وفی روایة انس ص۳۹۲۔ ج۱۔ ادع اللہ، ان یجعلنی منهم فدعالها) قال انت فیهم قالت ثم قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اوّل جیش من امتی یغذون مدینة قیصر مغفور لهم فقلت انا فیهم یا رسول اللہ! قال لا۔

بخاری جلد اوّل ص ۴۱۰

"میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت کا سب سے پہلا وہ لشکر جو بحری جہاد شروع کرے گا، ان کے لئے جنت واجب ہے۔ حضرت ام حرامؓ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں ان میں سے ہوں گی؟ بخاری ۳۹۲ ج ۱ کی حدیث بروایت حضرت انسؓ کے الفاظ ہیں کہ آپ ﷺ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے ان میں سے کر دیں۔ آپ ﷺ نے ان کے حق میں دعا کی اور

فرمایا تم ان میں سے ہو گی۔ ام حرامؓ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے پھر ارشاد فرمایا کہ میری امت کا وہ پہلا لشکر جو قیصر کے دارالحکومت (قسطنطنیہ) پر حملہ کرے گا وہ بخشا ہوا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں ان میں سے ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں"۔ صحیح بخاری میں کئی اور مقامات پر اس بات کی صراحت و وضاحت پائی جاتی ہے کہ ان ہر دو لشکروں کے ایمان افروز مناظر بھی جان نبی کریم ﷺ کو رویاء و خواب میں دکھائے گئے تھے۔ انہیں دیکھ کر ہی آپ ﷺ نے پیش گوئی کرتے ہوئے "قد وجبوا" اور "مغفور لھم" کے الفاظ ارشاد فرمائے تھے۔

یہی وہ غزوہ ہے جس میں شمولیت کے لئے سیدہ ام حرامؓ نے نبی کریم ﷺ سے خصوصی دعا کرائی تھی۔ اس جہاد میں ابوذر غفاریؓ، ابودرد اور عبادہ بن صامتؓ جیسے اکابر صحابہؓ شامل تھے۔ سیدہ ام حرامؓ اپنے شوہر سیدنا عبادہ بن صامتؓ کے ساتھ شریک جہاد تھیں اور فتح قبرص کے بعد جب اسلامی لشکر واپس ہونے لگا تو آپؓ سواری کا خچر بدکنے سے گر کر شہید ہو گئیں۔ اس غزوہ کی تفصیلات بخاری ج ۲ ص ۹۳۰ اور علامہ ابن الاثیر جزری کی "اسد الغابۃ" ج ۵ ص ۵۷۵ میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

شہادت سیدنا عثمانؓ سے لے کر خلافت سیدنا علی المرتضیٰؓ اور خلافت سیدنا حسنؓ کے دور پر آشوب تک فتوحات اسلامی اور جہاد اور دشمنوں کی سرکوبی کا سلسلہ مسلمانوں کی آپس کی رنجشوں کی وجہ سے منقطع رہا اور ۴۱ ہجری میں اموی خلافت کے قیام کے بعد جہاد اسلامی اور فتوحات کا سلسلہ از سر نو شروع ہوا۔ ایران کی فتح سیدنا عثمانؓ کے عہد خلافت میں مکمل ہو چکی تھی، لیکن روم کے بیشتر علاقوں پر اسلامی پرچم لہرائے جانے کے باوجود روم کی عیسائی حکومت کا پایہ تخت قسطنطنیہ ابھی تک باقی تھا جہاں سے وہ وقتاً فوقتاً مسلمان علاقوں پر حملہ آور ہوتے رہتے تھے۔ اس لئے حضرت امیر معاویہؓ نے فیصلہ کیا کہ عیسائی دارالحکومت قسطنطنیہ کو فتح کر کے رومیوں کی ریشہ دوانیوں کا ہمیشہ کے لئے قلع قمع کر دیا جائے اور آپؓ نے ۴۹ ہجری میں قسطنطنیہ پر فوج کشی کا قطعی فیصلہ کیا اور اس کی امارت و سپہ سالاری حضرت معاویہؓ نے اپنے بیٹے یزید کے سپرد کی، جس کی عمر اس وقت ۲۶، ۲۷ برس تھی۔

یہی وہ بقول ابوالحسنین "مبارک لشکر" ہے جس کی نبی کریم ﷺ نے جنتی ہونے کی بشارت دی تھی۔ اور اس میں شریک مجاہدین کو مغفور لھم قرار دیا تھا۔ ہمیں اس بات سے کوئی بحث نہیں کہ بشارت میں یزید بھی شامل ہے یا نہیں۔ اسی بشارت کی وجہ سے اس میں شامل ہونے کے لئے لوگ جوق در جوق دمشق آنے لگے جن میں عبداللہ بن عمرؓ عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن زبیرؓ، حسین بن علیؓ اور باوجود ۸۰ سال کی ضعیف العمری کے میزبان رسول ابوایوب انصاریؓ، رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے جلیل القدر صحابہؓ نے مدینہ سے تشریف لا کر اس لشکر میں شمولیت اختیار فرمائی۔ یہ تاریخ کا وہ مشہور و معروف واقعہ ہے جس کے بے شمار شواہد حدیث اور تاریخ کی اہم ترین اور مقبول ترین کتابوں میں موجود ہیں۔ جن میں سے چند ایک کا حوالہ درج

ذیل ہے۔

۱۔ امام الحدیث امام محمد بن اسمٰعیل بخاری فرماتے ہیں۔

قال محمود بن الربیع فحد ثنها قوما فیهم ابوایوب الانصاری صاحب رسول الله صلی الله علیه وسلم فی غزوة التی توفی فیها ویزید ابن معاویة بلیهم بارض الروم (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۸۵)

"محمود بن ربیعؓ کہتے ہیں کہ میں نے یہ روایت اس غزوہ قسطنطنیہ کے موقع پر لوگوں سے بیان کی۔ اس میں میزبان رسول اللہ ﷺ ابوایوب انصاریؓ بھی شریک تھے اور اسی میں ان کا وصال ہوا۔ اس لشکر کی کمان یزید بن معاویہ کے ہاتھ میں تھی۔"

۲۔ مشہور شارحین بخاری علامہ بدر الدین عینی اور علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔

ان یزید بن معاویة غزا بلاد الروم حتی بلغ قسطنطنیه ومعه جماعة من سادات الصحابة منهم ابن عمر و ابن عباسؓ وابن زبیر وابوایوب الانصاریؓ وکانت وفاة ابوایوب الانصاری هناک قریباً من سور القسطنطنیه و قبرة هناک۔

(فتح الباری ج ۶ ص ۷۸ عمدۃ القاری ج ۱۴ ص ۱۹۹۔

"یزید بن معاویہؓ رومی علاقوں میں مصروف جہاد رہا۔ یہاں تک کہ وہ قسطنطنیہ تک جا پہنچا۔ اس کے ساتھ اکابر صحابہؓ بھی موجود تھے۔ جس میں عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن زبیرؓ اور ابوایوب انصاریؓ شامل ہیں۔ اسی جہاد میں حضرت ابوایوب انصاریؓ کی وفات ہوئی اور وہیں شہر کی فصیل کے پاس ان کی قبر ہے۔"

۳۔ علامہ قسطلانی تحریر فرماتے ہیں۔

کان اوّل غزا مدینة قیصر یزید بن معاویة ومعه جماعة من سادات الصحابة کابن عمرو ابن عباس وابن زبیر وابو ایوب الانصاری و توفی بها ابوایوب۔

قسطلانی جلد ۵ ص ۱۰۴ دارالفکر۔ قسطلانی بحوالہ حاشیہ بخاری ج ۱ ص ۴۱۰

"قسطنطنیہ پر سب سے پہلے جہاد یزید بن معاویہ نے کیا۔ اس کے ساتھ کبار صحابہ کرامؓ کی جماعت بھی شریک تھی جس میں عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن زبیرؓ اور ابوایوب انصاری شامل تھے اور ابوایوب کی وفات اسی میں ہوئی۔"

۴۔ علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں۔

کان الحسین یغذانی معاویة فی کل عام فیعطیة یکرمة وکان فی الجیش الذین غزوا القسطنطنیه مع ابن معاویة یزید (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۵۱)

"سیدنا حسینؓ، ہر سال امیر معاویہؓ کے پاس (دمشق) جایا کرتے تھے۔ وہ انہیں تحائف دیتے اور عزت و اکرام

کرتے اور سیدنا حسینؓ اس لشکر میں شریک تھے جس نے یزید بن معاویہؓ کے ساتھ قسطنطنیہ پر چڑھائی کی۔"

۵۔ مشہور شارح صحیح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی حدیث بشارت قسطنطنیہ کے سلسلے میں لکھتے ہیں۔

قال المهلب فی هذا الحديث منقبة المعاوية لانّہ اوّل من غزا البحر و منقبة لولده لانہ اول من غزا مدينة قيصر۔

فتح الباری ج ٦ ص ٢٨ حاشیہ بخاری ص ۴١٠

"مہلب کہتے ہیں کہ اس حدیث میں حضرت معاویہؓ کی فضیلت ہے اس لئے کہ انہوں نے پہلا بحری جہاد کیا اور آپؓ کے بیٹے کی فضیلت بھی ہے کیونکہ اس نے پہلی مرتبہ مدینۂ قیصر (قسطنطنیہ) پر چڑھائی کی۔"

٦۔ شیخ الاسلام علامہ حافظ ابن تیمیہ تحریر فرماتے ہیں۔

ويزيد هذا ولی الملک هو اول من غزا القسطنطنيہ غزا هافی خلافة ابيہ معاويہ۔

(یزید ابن معاویہ ص ٣٧)

یہ یزید (اپنے والد کے بعد) خلیفہ ہوا اور اس نے اپنے والد حضرت معاویہؓ کی خلافت میں قسطنطنیہ پر پہلی مرتبہ چڑھائی کی۔"

٧۔ علامہ ذہبی لکھتے ہیں۔

فاول من غزا القسطنطنيہ جيش بعثهم معاوية وعليهم ابنہ يزيد وفيهم من سادات الصحابة ابوايوب الانصاری مخاصر وها۔ (المنقی ص ٢٨٨)

"قسطنطنیہ پر پہلی بار حملہ کرنے والا لشکر حضرت معاویہؓ نے یزید کی قیادت میں روانہ کیا تھا۔ اس میں اکابر صحابہؓ میں سے حضرت ابوایوب انصاریؓ (وغیرہ) شامل تھے۔

٨۔ الاستیعاب میں ہے۔

وكان ابوايوب الانصاری مع علی ابن ابی طالب فی حروب كلها ثم مات بالقسطنطنيہ من بلا دالر وم فی زمن معاوية كانت غزالة رآئة يزيد بن معاوية وهوكان امير هم يوميذ ۔ (ج ص ١٥٧)

"حضرت ابوایوب انصاریؓ حضرت علی ابن ابی طالب کے ساتھ تمام جنگوں میں شریک تھے اور خلافت امیر معاویہؓ میں رومی شہروں میں وفات پائی۔ اس جنگ میں لشکر کی کمان یزید بن معاویہ کے ہاتھ میں تھی۔

٩۔ مشہور مؤرخ محمد بن جریر طبری کا بیان ہے۔ "یزید بن معاویہؓ نے روم میں جنگ کی یہاں تک کہ قسطنطنیہ تک پہنچ گیا ابنِ عباسؓ و ابن عمرؓ و ابن زبیرؓ و ابوایوب انصاریؓ اس کے ساتھ تھے۔(" تاریخ طبری اردو ج ۴ ص ٨٦۔")

١٠۔ تاریخ ابن خلدون ص ١٠ ج ٣ (طبع مصر) پر مرقوم ہے کہ "یزید بن معاویہ" بحثیت امیر الجیش اس

(بقیہ ص ١٠ پر)

احرار کانفرنس قادیان ۱۹۳۴ء

AHMADIYYA MOVEMENT
BRITISH - JEWISH
CONNECTIONS

جناب بشیر احمد کی کتاب "احمدیہ مومنٹ، انگریز ، یہودی تعلقات" کا ترجمہ

اپنے عصائے حکمرانی کے بل بوتے پر، میرزا محمود قادیان شہر کا ایک مطلق العنان اور خود مختار فرماں روا تھا- قادیان اس کی ذاتی ریاست تھی- کون ایسا مائی کا لال تھا جو میرزا محمود (پاپائے قادیان) کی اس مطلق العنانیت کو للکارنے کی جرأت کر سکتا- پاپائے قادیان کی پرائیویٹ زندگی پر جن سادہ لوح قادیانیوں نے لب کشائی کی جرأت کرڈالی تو ان پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے- مذکورہ جورو ستم کے جرائم کا ارتکاب میرزا محمود (پاپائے قادیان) کی حکومت خود کرتی تھی- قادیان شہر کی یہ متوازی حکومت برٹش سرکار کا عکس تھی جو "ریاست در ریاست" کے نام سے زبان زد عوام تھی- حکومت کے جملہ بنیادی عناصر میں رہ کر قادیانی جماعت کی تنظیم کے افراد مزے لوٹتے تھے- جماعتی امور کو چلانے کے لئے پاپائے قادیان کی ملوکیت جو اپنے آپ کو خلیفہ کہلاتا تھا کے تحت ایک بے دست و پا قسم کی انجمن قائم تھی- (صدر انجمن احمدیہ قادیان) یہ انجمن جماعت کے انتظامی، تعلیمی اور دیگر امور کی نگرانی پر مامور تھی-

قادیان میں آنے والے مہمانوں کو آرام پہنچانے اور انہیں سہولیات مہیّا کرنے کے ساتھ ساتھ قادیانی برادری کو مذہبی اور لادینی مدارس کو برقرار رکھنا اس انجمن کے فرائض میں شامل تھا-

انتظامی لحاظ سے (قادیانی) جماعت کے جملہ امور ان سیکرٹری حضرات کے ذمے لگا دیئے گئے تھے جن کو مرزا محمود پاپائے قادیان کی ہدایات کے مطابق مقرر کیا جاتا- مذکورہ سیکرٹری حضرات کے ڈھانچے کی تشکیل کچھ یوں تھی-

۱- چیف سیکرٹری:- مختلف سیکرٹری حضرات کی نگرانی پر مامور یہ صاحب سیکرٹری حضرات کی کابینہ کے اجلاس کی صدارت بھی کرتے تھے-

۲- سیکرٹری آف مشن:- متحدہ ہندوستان اور غیر ممالک میں قادیانی تحریک کی جملہ مشنریوں کے نگران اور ناظم کے عہدے پر مقرر تھے-

۳- سیکرٹری آف ایجوکیشن:- قادیانی جماعت کے قائم کردہ تعلیمی اداروں کے معاملات سے سروکار رکھتے-

۴- ہوم سیکرٹری:- معاشرتی، اقتصادی، عدلیہ اور ان سے متعلقہ دیگر شعبوں کے انچارج کہلاتے-

۵- سیکرٹری امور خارجہ:- ہندوستان کی حکومت اور دیگر ادیان و مذاہب کے ساتھ روابط قائم رکھنے اور ان روابط کو بڑھانے کا فریضہ ان کے ذمے تھا-

۶۔ سیکرٹری آف لٹریری ڈیپارٹمنٹ:۔ تحقیقی کام۔ موزوں لٹریچر کا انتخاب اور قادیان کی مرکزی لائبریری کو سنبھالنے کی ڈیوٹی پر مامور تھے۔

۷۔ سیکرٹری آف کامرس:۔ بین الاقومی صنعتی اور تجارتی امور کے شعبے کے انچارج تھے۔

۸۔ فنانس سیکرٹری:۔ قادیانی جماعت کے شعبہ مالیات اور ذرائع آمدن کے نگران تھے۔

خلیفہ جی (پاپائے قادیان) کے پرائیوٹ سیکرٹری اور ایک اکاؤنٹنٹ کے علاوہ محاسب مالیات اس پر مستزاد تھے (کتاب امن اور آشتی کا راستہ شائع کردہ انجمن احمدیہ (قادیانیہ) حیدر آباد دکن صفحہ ۲۸۳) قادیان کا مالیاتی نظام اور اس کو مستحکم کرنے کے طور و اطوار کا نقشہ حسب ذیل تھا۔

۱۔ عام چندہ:۔ جملہ برسر روزگار قادیانیوں کی آمدن کا ۱/۱۶ حصہ قادیانی تنظیم عام چندے کے عنوان سے حاصل کر لیتی۔

۲۔ خاص چندہ:۔ کسی بھی قادیانی کو بہشتی مقبرے میں قبر حاصل کرنے کے لئے اس کی مجموعی آمدن کا ۱/۱۰ حصہ قادیانی جماعت کو ادا کیا جاتا۔

۳۔ زکوۃ کا چندہ

۴۔ فطرانہ، عید فنڈ، شادی فنڈ، یتیموں اور بیواؤں کے لئے امدادی فنڈ، قادیانی عبادت گاہوں کے لئے وسیع و عریض خطے خرید کرنے کا فنڈ اور دیگر فنڈز اس پر مستزاد تھے (کتاب نظام بیت المال قادیان از فرزند علی قادیانی ناظم بیت المال ص ۴۴ تا ۲۷) مذکورہ ساری رقوم میرزا محمود (پاپائے قادیان) کے کنٹرول میں رہتیں۔ موصوف دیگر غیر معلوم ذرائع سے بھی رقوم حاصل کر لیتے جو پاپائے قادیان کے ذاتی اکاؤنٹ اور آپ کے خاندان کے افراد کے نام پر انڈیا بینک میں جمع کر دی جاتیں۔

اس سے قبل یہ بیان آچکا ہے کہ متحدہ ہندوستان کی سیاست میں قادیانیت تیسویں حصے تک ترقی پذیر ہو جانے میں ملوث تھی۔ مثلاً کشمیر مسلم لیگ، راؤنڈ ٹیبل کانفرنس اور سائمن کمیشن وغیرہ وغیرہ۔ سر فضل حسین کی بھاگ دوڑ سے چودھری ظفر اللہ خان قادیانی وائسرائے ہند کی انتظامیہ کونسل کے رکن قرار پائے (کتاب یاران کہن از مولانا عبدالمجید سالک مرحوم ص ۸۲ نیز ملاحظہ ہو کتاب مارشل لاء سے مارشل لاء تک، از نور احمد ص ۱۶۵) مجلس احرار اسلام اور پنجاب کے ایک مقبولِ عام اخبار، روزنامہ[1]، زمیندار، لاہور کی طرف سے ایک تند و تیز مہم چلانے کے باوجود انگریز سامراج کے معاونین اور پنجاب کے ٹوڈی عناصر نے بھی سیاسی طاقت کی نشوونما حاصل کر لی۔ گورے استعمار کے پروردہ ان ٹوڈیوں کے خلاف ایک زبردست احتجاجی مہم

---

(۱) جناب عنایت اللہ نسیم سودھروی کی کتاب "ظفر علی خان اور ان کا عہد" ص ۲۲۴، کتاب "پنجاب کی سیاسی تحریکیں کے الفاظ ہیں کہ مولانا ظفر علی خاں علیہ الرحمۃ نے شاہ جارج پنجم کے نام اپنے ایک خط (مطابق ۲۴ نومبر ۱۹۳۴ء) میں امت مسلمہ کی مذکورہ احتجاجی تحریک کی تائید کرتے ہوئے جارج پنجم سے مطالبہ کیا تھا کہ سر ظفر اللہ قادیانی کو وائسرائے کی انتظامی کونسل سے نکال دیا جائے۔

پوزیشن ایک "گالی" بن کر رہ گئی۔ ثالثاً قادیان شہر میں آپ کی یاترا کا مسئلہ ہے۔ کوئی بھی انسان مذہبی اطاعت میں اگر حدود سے تجاوز کر جائے تو یہ حرکت خود اس کے مذہبی وقار کے منافی سمجھی جاتی ہے (بہ حوالہ سر فضل حسین کے خطوط ص ۳۸۰)

پنجاب کے ایک سابق (انگریز) کمشنر مسٹر او برین کا قادیانیوں کے بارے میں نظریہ

قادیان شہر میں احمدیہ (قادیانیہ) تنظیم سازی کے بعد، کئی ایک انگریز افسروں کو یہ رہنمائی کر دی تھی کہ قادیانی کافی مقدار میں اکثریت حاصل کر لینے کے بعد، برطانوی تعاون کے بل بوتے پر، اپنی حکومت قائم کر لیں گے۔ پنجاب کے ایک سابق کمشنر مسٹر او برین نے اپنی اس رائے کا کھلم کھلا اظہار کر دیا تھا کہ قادیانی جماعت کے سیاسی نقشے اور خاکے اس امر کی غمازی کرتے ہیں کہ میرزا محمود قادیان شہر پر اپنی (قادیانی) حکومت قائم کر لیں گے (کتاب تاریخ احمدیت جلد ہفتم ص ۴۱۴) میرزا محمود نے خود انکشاف کیا تھا کہ گورنر پنجاب SIR-M-W-HAILEY، (۱۹۲۴ - ۲۸) نے اس بیان پر مشتمل ایک رپورٹ حاصل کر لی تھی کہ قادیانی حضرات اپنی (قادیانی) حکومت قائم کر لینے کا عزم کئے ہوئے ہیں۔ قادیان کے پوپ پال نے یہ بھی انکشاف کیا کہ اس (خفیہ) رپورٹ کی مزید تحقیقات کے لئے گورنر پنجاب نے بہ نفس نفیس گورداس پور کا دو یا تین بار دورہ کیا (کتاب ایضاً) گورنر پنجاب سے لیکر وائسرائے ہند تک کے اونچے درجے کے انگریز ۱۹۳۲ میں مسٹر او برین کی مذکورہ تصویری کے قائل تھے (کتاب ایضاً) قادیان کا یہ ننھا منا بچہ عالم شباب میں قدم رکھتے ہی سرکشی اور نافرمانی کی چراگاہ کی طرف نکل کھڑا ہوا تھا۔

مجلس احرار اسلام نے اپنے کارکن روانہ کر دیئے

سب سے پہلے مجلس احرار اسلام نے قادیان کی پاپائی حکومت میں اپنے دو کارکنوں کو روانہ کیا۔ قادیانی غنڈے ان پر حملہ آور ہوئے اور ان کے ساتھ بدسلوکی کی۔ قادیانیت کی اس غنڈہ گردی کے خلاف احرار نے احتجاج کیا۔ مولانا عنایت اللہ چشتی علیہ الرحمہ کو بہ حیثیت ایک ہمہ وقتی کارکن کے قادیان شہر میں تعینات کر دیا گیا۔ ۱۹۳۴ء کے اوائل میں مجلس احرار اسلام نے قادیان میں اپنا ذاتی دفتر قائم کر لیا تھا۔
تو قادیانی پریس کی طرف سے احرار قیادت پر تابڑ توڑ حملوں کا آغاز ہو چکا تھا۔ (برطانوی حکومت کی طرف سے) لاہور کے دو مسلمان اخبارات روزنامہ "احسان" اور "روزنامہ زمیندار" میں مطبوعہ اینٹی قادیانی مضامین پر قدغن عائد کر دی گئی تھی۔ مجلس احرار اسلام نے سب سے پہلے (۲۱ تا ۲۴ اکتوبر ۱۹۳۴ء) کو قادیان شہر میں احرار کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ کر لیا۔ مذکورہ کانفرنس کے لئے قادیان کے ایک شہری ایشر سنگھ سے ان

چلانے کا یہ مستحسن اقدام بھی مجلس احرار کے نامۂ اعمال میں درج ہے۔ جب سر فضل حسین نے قادیانیوں کے ساتھ تعاون کیا۔ اور اپنی پوری ہمدردیاں قادیانیت کے پلڑے میں ڈال دیں تو قادیانیوں کو نشانہ بنا کر، احرار رہنماؤں نے خود سر فضل حسین اور اُن کی جماعت یونینسٹ پارٹی کے خلاف ایک بالواسطہ احتجاجی مہم کا آغاز کر دیا۔ احراریوں کا یہ پختہ یقین تھا کہ قادیانی گورے سامراج کے کھلے معاون ہیں۔ اور امت مسلمہ کی صفوں میں پوشیدہ طور پر ففتھ کالسٹ یا گھس بیٹھئے کا کردار ادا کر رہے ہیں (کتاب: تاریخ احرار، از: چودھری افضل حق علیہ الرحمتہ ص ۱۸۰) قادیانی تنظیم کے سینکڑوں اخباری بیانات اور ان کی تحریری دستاویزات کے بعد اب یہ راز کوئی راز نہیں رہا تھا کہ قادیانیوں کے بارے میں مجلس احرار اسلام کا یقین درست تھا۔ لارڈ ولنگٹن کی خدمت میں قادیانی جماعت کی بائیس رکنی کمیٹی کا پیش کردہ وہ سپاس نامہ اس راز کی گرہ کشائی کی تازہ ترین مثال تھا جب لارڈ موصوف ہند میں وائسرائے کا عہدہ سنبھالنے کے لئے وارد ہوئے تھے مذکورہ بالا سپاس نامے میں قادیانیوں نے لارڈ موصوف کو یقین دلایا تھا کہ برطانوی مخالفین اور اس کے دشمنوں کی طرف سے غلط فہمیاں پیدا کر دینے کے باوجود قادیانی جماعت کے جملہ افراد برطانیہ بہادر کے ساتھ اپنی مکمل وفاداریوں کو پختہ رکھنے کی ضمانت دیتے ہیں (اخبار الفضل قادیان شمارہ ۲۸ مارچ ۱۹۳۴ء) سپاس نامے کے جواب میں اپنے گہرے اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے لارڈ ولنگن وائسرائے ہند نے اونچے اور وسیع پیمانے پر ان قادیانی وفاداریوں کی تعریف کی اور وعدہ کیا کہ موصوف ان قادیانی جذبات کو ملک معظم کی خدمت میں ضرور پہنچائیں گے۔ یہ امید بھی ظاہر کی کہ انگریزوں کے ساتھ قادیانیوں کی یہ وفاداریاں مستقبل میں بھی جاری رہیں گی (الفضل قادیان ۱۳ اپریل ۱۹۳۴ء) سر ظفر اللہ قادیانی نے سر فضل حسین کے نام ۲۴ ستمبر ۱۹۳۴ء لندن سے امت مسلمہ کے اس شدید احتجاج کے بارے میں کہ وائسرائے کی کونسل میں اس کی تقرری عمل میں کیوں لائی گئی، ایک خط لکھا۔ سر فضل حسین چودھری جی کے اس خط کے بارے میں اپنا جواب ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

آپ نے بجا فرمایا۔ یوں بھی آپ یہاں بہت جلد پہنچنے والے ہیں۔ یہاں پہنچنے پر مذکورہ احتجاج کے بارے میں آپ بہت کچھ جان لیں گے۔ جس چیز کو آپ مذہبی اصولوں کا نام دیتے ہیں اس ایجی ٹیشن کی بنیادی وجہ وہی ہے۔ غیر احمدیوں (یعنی مسلمانوں) کے ساتھ اتحاد کرتے وقت آپ کا اصول ادھورا اور جزو وقتی رہ جاتا ہے۔ بلکہ غیر احمدی (مسلمانوں) کے ساتھ مخالفت مول لینے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے چاہے وقتی طور پر ہی سہی تاہم ۱۹۳۲ء میں اسے ہی (قادیانی) لوگوں کو اپنے مذہب کی تبلیغ پر مامور کیا گیا۔ ثانیاً یہ کہ دوسرے مسلمانوں کو احمدی (قادیانی) بنانے کی (قادیانی) تبلیغ نے اپنی پوزیشن کو خراب کیا۔ یہ میں نہیں کہتا بلکہ دوسرے مسلمان بھی یہی شکایت کرتے ہیں۔ قادیانی مبلغین نے دوسرے مسلمانوں کو قادیانی دھرم اختیار کر لینے کی جو (تبلیغی) پوزیشن ۱۹۳۲ء میں اختیار کی۔ اس سے قادیانی مبلغین کی

کی اراضی استعمال کرنے کی اجازت بھی حاصل کرلی تھی (بہ حوالہ وائی ییتھو کی رپورٹ ص ۱۰۹ گورنمنٹ آف انڈیا ہوم ڈیپارٹمنٹ کا خط بہ نام HAILET-G-M) (سیکرٹری گورنمنٹ آف انڈیا دھلی خفیہ رپورٹ مطابق یکم نومبر ۱۹۳۴ء ص ۱)

قادیانیوں نے احرار کانفرنس کے خلاف غنڈہ گردی شروع کردی۔ اور احراریوں کو اس کانفرنس کے انعقاد سے روکا۔ قادیان شہر اور ایشر سنگھ کی طرف سے حاصل کردہ اراضی کے درمیان میں رکاوٹ پیدا کرنے کی خاطر ایک دیوار تعمیر کردی۔ متبادل جگہ میسر نہ ہونے کی بنا پر مجلس احرار اسلام نے قادیان سے ایک میل دور راجادر نامی گاؤں کے ڈی اے وی ہائی اسکول میں کانفرنس کے انتظامات کرلیے۔ حکومت نے قادیانی جماعت کی آرزوؤں کے برعکس احراریوں کو کانفرنس کی اجازت دے دی۔ حکومت کو اندیشہ تھا کہ احرار کارکن اپنے مذہبی حقوق میں مداخلت کا (سرکار پر) مقدمہ نہ دائر کردیں (بہ الفاظ دیگر) مجلس احرار اسلام کو مطمئن کئے بغیر حکومت نے احرار کی مخالفت سے دست کشی اختیار کرلی۔ اس کے متبادل قادیان شہر میں امن واماں بحال رکھنے کی خاطر مضبوط اقدام کئے گئے۔ پنجاب کی بیورو کریسی نے سخت الفاظ میں اعلان کیا کہ قادیان کے ساتھ ملحقہ کسی بھی اراضی میں کوئی فوری کانفرنس نہیں ہونی چاہیے۔ قادیان شہر میں کسی قسم کا کوئی جلوس نکالنے اور مخالفانہ مطالبات کی قادیانیوں کو کوئی اجازت نہیں ہوگی۔ ہر دو جماعتوں کو مستحکم اور مضبوط حفاظتی اقدام سے آگاہ رہنا چاہیے۔ (رپورٹ ص ۱۰۹) (حکومت کی نظروں میں) احرار پہل کرنے والوں میں شمار تھے۔ اس کے برعکس قادیانیت کی پوزیشن مدافعانہ تھی۔ اور پنجاب سرکار درمیان میں معلق۔ (پاپائے قادیان) میرزا محمود اور اس کے حمایتیوں کے لئے یہ حالات انتہائی تکلیف دہ تھے کیونکہ انگریز کے ان وفاداروں کا جنگجو اور انگریز دشمن احراریوں کے ساتھ مقابلہ (کرنے کے سنگین حالات پیدا ہوچکے تھے) قادیان کے پوپ پال مرزا محمود کی ہدایت پر قادیانی جماعت کے شعبہ کار خاص کے سیکرٹری مرزا شریف احمد نے غنڈے اور بھڑوے تقریباً پچیس سو قادیانی کارکنوں کو فوری طور پر قادیان پہنچ جانے کے لئے اپنی تنظیم کی تمام شاخوں کے نام خطوط ارسال کردیے تاکہ قادیان شہر کی حفاظت کی جاسکے اور احرار کارکنوں کو ڈرایا دھمکایا جاسکے (ہندوستان کی وزارت داخلہ کا خفیہ خط بہ حوالہ لیون ص ۱۸۳) پاپائے قادیان اور مرزا شریف احمد کو برطانوی سی آئی ڈی کے سپرنٹنڈنٹ مرزا معراج الدین نے ترغیب دی کہ وہ ان خطوط کو واپس لے لیں۔ لیکن دونوں نے انتہائی سادگی کے ساتھ معراج الدین کی اس ترغیب کو نظر انداز کردیا۔ گورداس پور سے لیکر پورے ہندوستان کے قادیانی کارکن قادیان شہر میں امڈے چلے آرہے تھے۔ تاکہ اپنے نبی (مرزا غلام قادیانی) کی قبر کو احراری حملے سے بچاسکیں۔ ان حالات کی بنا پر ۱۹۳۲ء کے کرمنل لاایکٹ کے تحت پنجاب سرکار مرزا محمود کے نام نوٹس جاری کرنے پر مجبور ہوگئی۔ کہ احرار کانفرنس کے دنوں میں قادیان کے پوپ پال قادیان شہر میں اپنے رضاکاروں کا داخلہ ممنوع قرار دے دیں۔ قادیانی والنٹروں کے لئے قادیان شہر میں ان کے قیام اور طعام کے

بندوبست پر پابندی عائد کر دیں۔ منہ زور، اور اودھم مچانے والے قادیانیوں اور احراری کارکنوں کے مابین جان جوکھوں میں ڈالنے والے خطرات کے صراحتی پیمانے وضع نہ کئے جائیں۔ مذکورہ بالا سرکاری حکم نامے کا متن حسب ذیل ہے۔

چیف سیکرٹری حکومت پنجاب کا مرزا محمود کے نام حکم نامہ

چونکہ بادثوق بنیادوں پر، پنجاب سرکار نے یقین کر لیا ہے کہ مجلس احرار اسلام کے شعبۂ تبلیغ اسلام جو قادیان شہر کے قریب ایک کانفرنس ۲۱تا۲۴ اکتوبر ۱۹۳۴ء کو منعقد کر رہی ہے۔ اس کانفرنس کے موقع پر آپ اپنے قادیانی کارکنوں کو قادیان ضلع گورداس پور میں بلا رہے ہیں۔ آپ کا یہ فعل چونکہ عوامی امن اور عوامی تحفظ کے خلاف ہے۔ اس لئے کرمنل لاامنڈمنٹ ایکٹ ۱۹۳۲ء کے تحت حکومت پنجاب کی طرف سے آپ کو ہدایت کی جاتی ہے کہ:

(۱) مذکورہ بالا تاریخوں میں آپ کی طرف سے مدعو کردہ (قادیانی) دعوت ناموں کو کہ قادیانی کارکن اس کانفرنس میں شریک ہو سکیں منسوخ کر دیا جائے۔

(۲) ۱۹ اکتوبر ۳۴ء سے ۲۴ اکتوبر ۱۹۳۴ء تک کسی بھی قادیانی فرد یا قادیانی اجتماعیت کو قادیان شہر میں بلانے سے اجتناب کیا جائے۔

(۳) مذکورہ بالا تاریخوں میں آپ (میرزا محمود) کی طرف سے بلائے گئے خود کے لئے استقبالیہ انتظامات یا اس کے قیام وطعام کا بندوبست کرنے سے اجتناب برتیں۔

۱۷ اکتوبر ۱۹۳۴ء کو میرے اپنے قلم سے لکھا گیا۔ چیف سیکرٹری حکومت پنجاب۔

حکم نامہ کیا تھا۔ بم کا ایک ایسا گولا تھا جس سے خلیفہ قادیان کا احساس (برتری) بری طرح متاثر ہو کر رہ گیا تھا۔ یہ وہی خلیفہ قادیان تھے جنھوں نے انگریز کے ساتھ عشق و محبت کو اپنے قلب و جگر کے رگ وریشے میں اتار رکھا تھا، اپنے مریدوں کے سامنے انگریزوں کے ساتھ یاری اور وفاداری کی تبلیغ کرتا تھا۔ اب وہی پاپائے قادیان اپنی نجی محفلوں میں گورنر پنجاب سرایمرسن کو برا بھلا کہتے۔ اور برطانوی حکومت کا بدخواہ ہونے کی اس پر تہمت دھرتے۔

مرزا جی کی جو بھد اڑ رہی تھی اس ذلت اور رسوائی سے وہ اس قدر گھبرا اٹھے تھے کہ خلاف معمول ان دنوں میں جمعہ کا خطبہ دینے سے بھی معذوری کا اظہار کر دیا۔ حکومت برطانیہ کے اس حکم نامے نے پاپائے قادیان کے تقدس کو ایک ایسے کھمبے پر لٹکا دیا تھا کہ جس کھمبے پر قرون وسطیٰ کے عیسائی کفار مسیحیت کو باندھ کر زندہ ہی جلا دیا کرتے تھے۔ برطانوی حکومت کا یہ سلوک اس کے لئے ایک ناقابل یقین سلوک تھا۔ انگریز بہادر کے دینی بھائی۔ قادیانی دھرم کے مربی اور استاد کے ساتھ کیا یہ سلوک روا رکھا جائے گا؟ (جاری ہے)

تضادات مرزا قادیانی

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تضادات

تصویر کا پہلا رخ

۱۔ یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل جا کر فوت ہو گیا۔
(ازالہ اوہام ص ۱۹۷، روحانی خزائن ص ۳۵۳)

☆

۲۔ حضرت مسیح کی چڑیاں باوجودیکہ معجزہ کے طور پر ان کا پرواز کرنا قرآن کریم سے ثابت ہے مگر پھر بھی مٹی کی مٹی ہی تھیں
(آئینہ کمالات اسلام ص ۶۸)

☆

۳۔ جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے اسلام جمیع آفاق و اقطار میں پھیل جائے گا
(براھین احمدیہ ص ۴۹۸)

☆

۴۔ پس یہ عجیب بات ہے کہ کوئی نبی مصلوب نہیں ہوا، تا ان کی سچائی عوام کی نظروں میں مشتبہ نہ ہو جائے
(سراج منیر ص ۴۳)

تصویر کا دوسرا رخ

بعد اس کے کہ مسیح اس زمین سے پوشیدہ طور پر بھاگ کر کشمیر کی طرف گیا اور وہیں فوت ہوا
(کشتی نوح ص ۷۵، ومشلہ ست بچن ص ۳۰۷)

☆

اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ ان پرندوں کا پرواز کرنا قرآن مجید سے ہرگز ثابت نہیں ہے
(ازالہ اوہام ص ۶۵۶)

☆

خدا کی قسم میں بہت مدت سے جانتا تھا کہ میں مسیح ابن مریم بنایا گیا ہوں اور مسیح کی بجائے نازل ہونے والا شخص ہوں لیکن میں نے اس کو تاویلاً مخفی رکھا بلکہ میں نے اپنا عقیدہ بھی نہیں بدلا اس پر مضبوطی سے قائم رہا ہوں اور میں نے اس کے اظہار میں دس سال تک توقف کیا
(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۵۱)

☆

(مرزا کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر لٹکایا گیا تھا۔ عبارت ملاحظہ فرمائیں "پھر بعد اس کے مسیح ان کے حوالہ کیا گیا اور اس کو تازیانے لگائے گئے...... تب یہودیوں نے جلدی سے مسیح کو دو چوروں کے ساتھ صلیب پر

☆

۵۔ اول تو یہ جاننا چاہیئے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہماری ایمانیات کی کوئی جزو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو بلکہ صدہا پیش گوئیوں میں سے یہ ایک پیش گوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔

(ازالہ اوہام ص ۱۴۱/۶۲)

☆

۶۔ اے برادران دین و علماء! آپ صاحبان میری ان معروضات کو متوجہ ہو کر سنیں کہ اس عاجز نے جو مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے، جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں

(ازالہ اوہام ص ۱۹۰)

☆

۷۔ ایک شریر مکار نے جس میں سراسر یسوع کی روح تھی۔

(حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص۵، روحانی خزائن ص۲۸۹)

☆

۸۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا۔ انجیر کے درخت کو بغیر پھل کے دیکھ کر اس پر بددعا کی اور دوسروں کو دعا

چڑھا دیا تاشام سے پہلے ہی لاشیں اتاری جائیں

(ازالہ اوہام ص۲۹۶/ج۱)

☆

یہ کہنا بڑی بے ادبی اور گستاخی ہے کہ عیسیٰ فوت نہیں ہوئے۔ یہ ایک شرک عظیم ہے جو نیکیوں کو کھا جاتا ہے۔

(الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص۳۹)

وضاحت = سوال یہ ہے کہ جب حیات مسیح کا عقیدہ ایمان کا حصہ نہیں اور دین کا رکن نہیں تو حیات مسیح کے قائل پر مشرک ہونے کا فتویٰ کیوں؟ یہ تضاد کیوں ہے کہ یہ عقیدہ ایمان کا حصہ بھی نہیں اور اس عقیدے کا حامل مشرک بھی ہے؟

☆

واضح ہو کہ وہ مسیح موعود جسکا آنا انجیل اور احادیث صحیحہ کی رو سے ضروری طور پر قرار پا چکا تھا وہ تو اپنے وقت پر اپنے نشانوں کے ساتھ آگیا اور آج وہ وعدہ پورا ہو گیا

(ازالہ اوہام ص ۱۴۴، روحانی خزائن ص ۳۱۵)

☆

اور اس نے چونکہ یسوع مسیح کے رنگ میں پیدا کیا اور توارد طبع کے لحاظ سے یسوع کی روح میرے اندر رکھی

(تحفہ قیصریہ ص ۲۰، ۷۷، روحانی خزائن ص ۲۷۲)

☆

آپ خدا کے مقبول اور پیارے تھے، خبیث ہیں وہ لوگ جو ان پر تہمتیں لگاتے ہیں

(اعجاز احمدی ص ۱۳۴، در روحانی خزائن)

کرنا سکھایا اور دوسروں کو یہ بھی حکم دیا کہ تم کسی کو احمق مت کہو مگر خود اسقدر بد زبانی میں بڑھ گئے کہ یہودی بزرگوں کو ولد الحرام تک کہہ دیا۔
(مصفلہ چشمہ مسیحی ص ۱۴، روحانی خزائن ص ۳۴۶)

☆

۹۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی برابری کا دعوی)
اور میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ ابن مریم آخری خلیفہ موسیٰ علیہ السلام کا ہے اور میں آخری خلیفہ اس نبی کا ہوں جو خیر الرسل ہے۔ اس لئے خدا نے چاہا کہ مجھے اس سے کم نہ رکھے
(حقیقتہ الوحی ص ۱۵۰، ومثلہ تریاق القلوب ص ۱۵۷)

☆

۱۰۔ تمام فرقے نصاریٰ کے اس قول پر متفق نظر آتے ہیں کہ تین دن تک حضرت عیسیٰ مرے رہے اور پھر قبر میں سے آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور چاروں انجیلوں سے یہی ثابت ہوتا ہے۔
(ازالہ اوہام ص ۲۲۵/ج ۱)

☆

۱۱۔ قرآن میں یسوع کی خبر ہے
(خلاصہ عبارت چشمہ معرفت ص ۲۱۸)

☆

☆

(افضل ہونے کا دعویٰ)
خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس سے پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بڑھ کر ہے
(حقیقتہ الوحی ص ۱۴۸)

☆

اور یہ بیان بھی صحیح نہیں ہے کہ عیسائیوں کا متفق علیہ یہی عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح دنیا میں پھر آئیں گے کیونکہ بعض فرقے ان کے حضرت مسیح کے فوت ہو جانے کے قائل ہیں اور حواریوں کی دونوں انجیلوں نے یعنی متی اور یوحنا نے اس بیان کی ہرگز تصدیق نہیں کی کہ مسیح در حقیقت آسمان پہ اٹھایا گیا۔ ہاں مرقس اور لوقا کی انجیل میں لکھا ہے مگر وہ حواری نہیں ہیں اور نہ کسی حواری کی روایت سے انہوں نے لکھا۔
(ازالہ اوہام ص ۱۷۵/ج ۱، روحانی خزائن ص ۳۱۹/ج ۱)

☆

اور مسلمانوں کو واضح رہے کہ خدا تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا
(ضمیمہ انجام آتھم ص ۹ حاشیہ، روحانی خزائن ص ۲۹۳)

۱۲- مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں جو ہماری ایمانیات کی کوئی جزو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو بلکہ صدہا پیش گوئیوں میں سے ایک پیش گوئی ہے جسکا حقیقت اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

(ازالہ اوہام ص ۶۲)

☆

۱۳- خدا تعالیٰ نے یسوع کی پیدائش کی مثال بیان کرنے کے وقت آدم کو ہی پیش کیا جیسا کہ فرماتا ہے "ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم

(چشمہ معرفت ص ۲۲۷، ومثلہ نصرۃ الحق ص ۵۰)

☆

۱۴- ہم تو قرآن شریف کے فرمودہ کے مطابق حضرت عیسیٰ کو سچا نبی مانتے ہیں (ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۱۰۱ ج ۵

روحانی خزائن ص ۲۶۳، ۲۶۴)

☆

۱۵- حضرت مسیح خدا کے متواضع اور حلیم اور عاجز اور بے نفس بندے تھے پھر کیونکر ان کی طرف کوئی غرور آمیز لفظ کہ جس میں اپنی شیخی اور دوسرے کی توہین پائی جاتی ہے منسوب کیا جائے (مقدمہ براہین ص ۱۰۴ حاشیہ)

☆

۱۶- اور عیسائیوں کے خدا کا حلیہ یہ ہے کہ وہ ایک اسرائیلی آدمی مریم بنت یعقوب کا بیٹا ہے جو ۳۲ سال کی عمر پا کر اس دار الفناء سے گزر گیا۔

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک زندہ رسول ماننا اس میں جناب خاتم الانبیاءﷺ کی بڑی ہتک ہے اور یہی وہ جھوٹا عقیدہ ہے جسکی شامت کی وجہ سے کئی لاکھ مسلمان اس زمانہ میں مرتد ہو چکے ہیں

(تحفہ گولڑویہ ص ۹۴، در روحانی خزائن)

☆

خدا تعالیٰ نے یسوع کی قرآن مجید میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۹، روحانی خزائن ص ۱۹۳)

☆

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہودی علماء کو سخت گالیاں دیں، پس کیا ایسی ناقص تعلیم جس پر انہوں نے آپ بھی عمل نہ کیا، خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو سکتی ہے؟

(چشمہ مسیحی ص ۱۴، روحانی خزائن ص ۳۴۶)

☆

مسیح کا چال چلن کیا تھا ایک کھاؤ، پیو، شرابی نہ زاہد نہ عابد نہ حق کا پرستار، متکبر، خود بین، خدائی کا دعوی کرنے والا

(نور القرآن ص ۱۲ ج ۲، روحانی خزائن ص ۳۸۷)

☆

اور احادیث میں آیا ہے کہ اس واقعہ کے بعد عیسیٰ ابن مریم نے ایک سو بیس برس کی عمر پائی اور پھر فوت ہو کر اپنے خدا کو جا ملا

(تذکرۃ الشہادتین ص ۲۹)

(معیار المذاہب ص ۱۰، روحانی خزائن ۴۶۸)
یعنی حضرت عیسیٰ ۳۲ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

☆

۱۷۔ پھر اگر کوئی تکبر اور خودستائی کی راہ سے اس بنا پر حضرت موسیٰ کی نسبت یہ کہے کہ نعوذباللہ وہ مال حرام کھانے والا تھا یا حضرت مسیح کی نسبت یہ زبان پر لاوے کہ وہ طوائف کے گندے مال کو اپنے کام میں لایا یا حضرت ابراہیم کی نسبت یہ تحریر شائع کرے کہ مجھے جسقدر بدگمانی ان پر ہے اس کی وجہ ان کی دروغ گوئی ہے تو ایسے خبیث کی نسبت اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ اس کی فطرت ان پاک لوگوں کی فطرت سے مغائر پڑی ہوئی ہے اور شیطان کی فطرت کے موافق اس پلید کا مادہ اور خمیر ہے۔
(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۹۸)

☆

۱۸۔ عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔
(ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ حاشیہ، روحانی خزائن ص ۲۹۰)

☆

۱۹۔ افغانوں میں ایک قوم عیسیٰ خیل کہلاتی ہے کیا تعجب ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ کی ہی اولاد ہو
(مسیح ہندوستان میں ص ۷۰)

☆

۲۰۔ خدا نے مسیح کو بن باپ پیدا کیا۔
البشریٰ ص ۶۸ ج ۲ و مثلہ ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۲۲۱ ج ۵، روحانی خزائن ص ۳۹۸)

☆

آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر ناپاک ہاتھ لگاوے اور زناکاری کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔
سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔
(ضمیمہ انجام آتھم ص ۷، روحانی خزائن ص ۲۹۱)

☆

حضرت مسیح کی چڑیاں باوجودیکہ معجزہ کے طور پر ان کا پرواز کرنا قرآن کریم سے ثابت ہے پھر بھی مٹی کی مٹی ہی تھیں۔
(آئینہ کمالات اسلام ص ۶۸)

☆

ظاہر ہے کہ دنیوی رشتوں کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ کی کوئی آل نہ تھی
(تریاق القلوب ص ۹۹ حاشیہ، روحانی خزائن ص ۳۶۳)

☆

حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ ۲۲ برس تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے

☆

۲۱۔ مسیح بھی بنی اسرائیل میں سے نہیں آیا تھا۔ وجہ یہ کہ بنی اسرائیل میں سے کوئی اسکا باپ نہ تھا (ضمیمہ براہین احمدیہ ص۱۳۶ ج۵)

☆

۲۲۔ حضرت مریم کی قبر زمین شام میں کسی کو معلوم نہیں ہے

(حقیقت الوحی ص۱۰۱ حاشیہ)

☆

۲۳۔ بیشک انبیاء دنیا سے آخرت کی طرف تکمیل رسالت کے بغیر منتقل نہیں ہوتے۔

(حمامہ البشریٰ ص ۴۹، روحانی خزائن ص۲۴۳)

☆

۲۴۔ قرآن شریف میں مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں بھی ذکر نہیں ہے۔

(ایام الصلح ص۱۴۶، روحانی خزائن ص۳۹۲، و مثلہ ازالہ اوہام ص۱۴۲)

☆

(ازالہ اوہام ص۳۰۳-۳۰۴/حاشیہ، روحانی خزائن ص۲۵۴، ومثلہ چشمہ مسیحی ص۲۶)

☆

بنی اسرائیل کے خاتم الانبیاء کا نام جو عیسیٰ ہے

(خاتمہ براہین احمدیہ صفحہ ب، روحانی خزائن ص۴۱۲)

☆

اور اسی گرجا میں حضرت مریم صدیقہ کی قبر ہے

(اتمام الحجۃ ص۱۹، ۲۰)

☆

(حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں لکھا) ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کے کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارے میں ان کی کارروائیوں کا نمبر ایسا کم رہا ہے کہ قریب قریب ناکام رہے

(ازالہ اوہام ص۳۱۱، روحانی خزائن ص۲۵۸)

☆

ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھر علی الدین کلہ... یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔

(براھین احمدیہ ص۴۹۸)

☆

جاری ہے

۲۵۔ نیا اور پرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو محال ثابت کرتا ہے کہ کوئی انسان اپنے اس خاکی جسم کے ساتھ کرۂ زمہریر تک بھی پہنچ سکے..... اگر پھر فرض کے طور پر اب تک زندہ رہنا ان کا تسلیم کرلیں تو کچھ شک نہیں کہ اتنی مدت گزر نے پر پیر فرتوت ہوگئے ہوں گے

(ازالہ اوہام ص ۴۷)

☆

۲۶۔ یہود نے حضرت کے لئے صلیب کا حیلہ سوچا تھا خدا نے مسیح کو وعدہ دیا کہ تجھے بچاؤں گا اور تیرا اپنی طرف رفع کروں گا

(اربعین نمبر ۳ ص ۱۰، روحانی خزائن ص ۳۹۴)

☆

۲۷۔ ہاں بعض احادیث میں عیسیٰ ابن مریم کے نزول کا لفظ پایا جاتا ہے لیکن کسی حدیث میں یہ نہیں پایا جاتا کہ ابن مریم کا نزول آسمان سے ہوگا۔(حمامۃ البشریٰ ص ۷۷، روحانی خزائن ص ۲۰۲)

☆

۲۸۔ حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں اور ان کا زندہ آسمان پر مع جسم عنصری جانا اور اب تک زندہ ہونا اور پھر کسی وقت مع جسم عنصری زمین پر آنا یہ ان پر تہمتیں ہیں

(ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۲۳۰/ج۵، روحانی خزائن ص ۴۰۶)

☆

سو ایک محدود زمانہ کے محدود در محدود تجارب کو پورا پورا قانون قدرت خیال کر لینا اور اس پر غیر متناہی سلسلۂ قدرت کو ختم کر دینا اور آئندہ کیلئے اسرار کھلنے سے ناامید ہو جانا ان پست نظروں کا نتیجہ ہے جنھوں نے خدائے ذوالجلال کو جیسا کہ چاہئیے تھا شناخت نہیں کیا

(سرمہ چشمہ آریہ ص ۱۷)

☆

مسیح صلیب پر چڑھایا گیا اور شدت درد سے ایک ایسی غشی میں آگیا گویا وہ موت ہی ہے۔

(کشتی نوح ص ۵۳، روحانی خزائن ص ۵۹ و مثلہ ازالہ اوہام ص ۱۶۳)

☆

صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد ہوگا

(ازالہ اوہام ص ۳۶/ج ۱، روحانی خزائن ص ۱۴۲)

☆

یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مسیح ابن مریم کے آنے کی پیش گوئی ایک اول درجہ کی پیش گوئی ہے جس کو سب نے بالاتفاق قبول کر لیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیش گوئیاں لکھی گئی ہیں کوئی پیش گوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوئی۔ تواتر کا درجہ اس کا حاصل ہے۔ انجیل بھی اس کی مصدق ہے۔

(ازالہ اوہام ص ۲۳۱/ج۲، روحانی خزائن ص ۴۰۰)

☆

۲۹۔ ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیش گوئیاں ٹل جائیں
(کشتی نوح ص۵، و مشلہ اعجاز احمدی ص۲۶)

☆

۳۰۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم اس امت کے شمار میں آگئے ہیں۔
(ازالہ اوہام ص ۶۲۳/ج۲، روحانی خزائن ص۴۳۶)

☆

۳۱۔ جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں سے پتہ چلتا ہے اسکا انہیں حدیثوں سے یہ نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی بھی ہوگا اور امتی بھی
(حقیقتہ الوحی ص۲۹، روحانی خزائن ص۳۱)

☆

۳۲۔ بہر حال آپ علمی اور عملی قویٰ میں بہت کچے تھے اسی وجہ سے آپ ایک مرتبہ شیطان کے پیچھے پیچھے چلے گئے ایک فاضل پادری صاحب فرماتے ہیں کہ آپ کو اپنی تمام زندگی میں تین مرتبہ شیطانی الہام بھی ہوا چنانچہ ایک مرتبہ آپ اسی الہام سے خدا سے منکر ہونے کے لئے بھی تیار ہوگئے تھے۔
(ضمیمہ انجام آتھم ص۶، روحانی خزائن ص۲۹۰)

☆

ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیش گوئیاں صاف جھوٹی نکلیں اور آج کون زمین پر ہے جو اس عقدہ کو حل کر سکے
(اعجاز احمدی ص۱۴، ۲۵، روحانی خزائن ص۱۲۱، ۱۳۳)

☆

حضرت مسیح کو امتی قرار دینا ایک کفر ہے۔
(ضمیمہ براہین احمدیہ ص۱۹۲/ج۵، روحانی خزائن ص۳۶۴)

☆

ایک پرانا خیال جو دل میں جما ہوا ہے کہ مسیح عیسیٰ ابن مریم آسمان سے نازل ہوں گے اس خیال کو اس طرح پر سمجھ لیا ہے کہ گویا سچ مچ حضرت مسیح ابن مریم رسول اللہ جن پر انجیل نازل ہوتی تھی کسی زمانہ میں اتریں گے حالانکہ یہ ایک بھاری غلطی ہے (ازالہ اوہام ص۴۴۵/ج۲)

☆

ہر ایک نبی مس شیطان سے پاک ہوتا ہے۔
(ضمیمہ براہین احمدیہ ص۳۹۶/ج۵)

☆

ماضی کے جھروکے سے (قسط ۷) تحریر: محمد یعقوب اختر ترتیب: شیخ عبدالمجید احرار

احرار اور تحریک تحفظ ختمِ نبوت ۱۹۵۳ء

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی خاکستر سے جہاں ملت فروش، ملک دشمن، انگریز پرست اور قومی غداروں نے جنم لیا وہاں انکے مقابل اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم سے حق کے نقیب، اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کے علمبردار، آزادی کے متوالے اور حضور اقدس ﷺ کی ناموس کے رکھوالے "احرار" پیدا ہوائے۔ احرار اکابرین حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی، چودھری افضل حق، مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا مظہر علی اظہر، مولانا محمد گلشیر شہید، شیخ حسام الدین، ماسٹر تاج الدین انصاری، آغا شورش کاشمیری، احسن عثمانی، قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مولانا محمد علی جالندھری، مرزا غلام نبی جانباز، مولانا مجاہد الحسینی، صاحبزادہ فیض الحسن شاہ، مولانا عبید اللہ احرار، جناب صوفی عبدالرحیم نیازی، سردار محمد شفیع، چودھری معراج الدین، غازی محمد حسین اور دیگر ان گنت رضاکارانِ احرار میں استخلاصِ وطن اور آقائے تاجدار حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی عترت و ناموس اور تحفظ ختم نبوت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔

یہی وجہ تھی کہ انگریز اپنے حکومتی جاہ وجلال، کروفر، اپنی طاقت کی بدمستی اور قاہرانہ جبر و تشدد کے باوجود احرار کے مفلس و نادار، بے سروسامان اور غریب رضاکاروں کو نہ ہراساں کر سکا، نہ دبا سکا نہ جنس بازار بنا کر خرید ہی سکا۔ حالانکہ یہ وہ وقت تھا جب منڈی میں ضمیر فروش بڑے بڑے جاگیردار، نواب، وڈیرے اور سرمایہ دار اپنی عزت و ناموس تک کا نیلام اپنی دستار کے جعلی طرۂ امتیاز کو اونچا رکھنے کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ فوج و پولیس کا ظلم و ستم، بندوقوں کی گولیاں۔ لاٹھیوں کی مار جیلوں کی تنگ و تاریک کچی کوٹھڑیاں احرار والوں کو اعلائے کلمۃ الحق سے باز رکھنے میں ہمیشہ ناکام رہے۔ جب بھی احرار رہنماؤں اور رضاکاروں کو ظلم وتشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ وہ انکے جذبوں اور حوصلوں کے لئے مہمیز کا کام کر گیا۔ اور انگریز حکومت اور اسکے ذلہ خواروں کے ہاتھ سوائے ندامت و پشیمانی کے کچھ نہ آیا۔

احرار اتنے جری اور بہادر تھے کہ عدالت کا کٹہرا اور فرنگی کا دبدبہ انکو حق اور سچ کہنے سے نہ روک سکا۔ احرار انسان ہونے کے ناطے کسی دنیاوی معاملہ میں غلطی تو کر سکتے تھے لیکن حضور اقدس ﷺ کی حرمت اور ختم نبوت کے تحفظ کے لئے سارقانِ ختم نبوت مرزائیوں کے تعاقب میں کبھی کسی کوتاہی کے مرتکب نہ ہوئے۔ نہ ہی اس معاملہ میں کسی کو انہوں نے معاف ہی کیا۔ بلکہ اس مسئلہ پر جان مال اور عزت تک کی بازی لگانے پر تیار رہے۔ احرار کا اس نقطہ پر وارفتگی کا یہ عالم تھا کہ باغیانِ ختم نبوت کے خلاف ہر ظلم و جبر کا

مردانہ وار مقابلہ اپنے ایمان کی تکمیل کا جز سمجھتے تھے اور ان قربانیوں کا صلہ داورِ محشر پر چھوڑ دیتے کہ جس دن کچھ چہرے سیاہ اور کچھ نورانیت سے سفید ہوں گے۔

۱۹۵۳ء میں مسلم لیگی قیادت کی ناعاقبت اندیشی اور اسکی حکومت کی کوتاہ نظری، سیاسی تعصب اور مخالفانہ رویہ نے تحفظ ختم نبوت جیسی مقدس تحریک کو اپنی جھوٹی انا کی بھینٹ چڑھا دیا۔ پولیس اور انتظامیہ کے اعصاب جب بھپرے ہوئے عوام کے سامنے بے بس ہو کر رہ گئے۔ تو پھر فوج کو اپنے ہی شہریوں کے مقابل لاکھڑا کرنے کی حماقت کی۔ جس کے نتیجہ میں کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے اور گلے میں قرآن پاک حمائل کئے ہوئے ہزاروں بے ضرر اور نہتے مسلمانوں کو گولیوں کا نشانہ بنا کر خاک و خون میں تڑپا دیا گیا۔ مزید ایک لاکھ سے زائد مسلمانوں کو پابند سلاسل کر دیا گیا لیکن مرکزی حکومت پاکستان اور صوبائی حکومت پنجاب کے کارپرداز جو بزعم خود مارشل لاء کے سہارے یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ تحریک کو ہم نے ختم کر دیا۔ لیکن ہوا کیا جس اقتدار اور حکومت کو بچانے کے لئے یہ ظلم و ستم کیا گیا تحریک کے سیلاب، میں دونوں حکومتیں خس و خاشاک کی طرح بہہ گئیں۔ اور لنکے کارپرداز اپنی موت تک اپنے زخم سہلاتے رہے جو مندمل نہ ہوسکے۔

اسی کس مپرسی کے عالم میں حکومت نے منیر انکوائری کورٹ کے نام سے نام نہاد تحقیقات کا ڈول ڈالا جس میں اور کچھ ہوا یا نہ ہوا لیکن دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث اور شیعہ مکتبہ فکر کے تنظیم اور نام ور علماء گرامی قدر، مفتیان عظام اور مجتہدین کو تضحیک کا نشانہ بنایا گیا اور لنکے علم و مرتبہ کا خیال کئے بغیر انکی عزت و توقیر کو کم کرنے کی شعوری یا غیر شعوری بھرپور کوشش کی گئی۔

مولانا مظہر علی اظہر منیر انکوائری کمیشن میں:

تحریک میں شامل جماعتوں نے اپنے اپنے وکیل منیر انکوائری کورٹ میں اپنے اپنے کیس پلیڈ کرنے کے لئے مقرر کئے۔ مجلس عمل کی طرف سے حسین شہید سہروردی مرحوم مقرر ہوئے۔ جبکہ حقیقتاً کیس مولانا مرتضےٰ احمد خاں میکش نے لڑا۔ مگر شومئ قسمت کہ حکومت کی احرار دشمنی کے باعث مجلس احرار اسلام کی وکالت کے لئے کوئی بڑا وکیل جرأت نہیں کر رہا تھا۔ لاہور جیل میں حضرت امیر شریعت کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے مولانا مظہر علی اظہر صاحب ایڈووکیٹ کو پیغام بھیجا کہ وہ مجلس احرار اسلام کی وکالت کی ذمہ داری سنبھالیں نیز فرمایا کہ بھائی مظہر علی اظہر جیسا بہادر، تجربہ کار اور صاحبِ بصیرت ہی اس آڑے وقت میں یہ فریضہ انجام دے سکتا ہے۔

چنانچہ مولانا نے شاہ جی اور دوسرے احرار رہنماؤں کے پیغام پر لبیک کہتے ہوئے بخوشی یہ ذمہ داری قبول کر لی اور انکوائری کورٹ میں مجلس احرار کی طرف سے پیش ہو گئے۔ مولانا مظہر علی اظہر نہ صرف پنجاب ہائی کورٹ کے معزز و محترم وکیل تھے بلکہ وہ مجلس احرار اسلام کے باقی رہنماؤں میں سے تھے۔ نہایت شریف

الطبع درویش صفت اور سادہ وضع قطع کے دبلے پتلے باریش عظیم انسان تھے۔ ۱۹۴۲ء تک آل انڈیا مجلس احرار اسلام کے مرکزی جنرل سیکرٹری رہے۔ اس وقت ملک میں انکا طوطی بولتا تھا۔ مسلم لیگ اور کانگریس کے رہنما انکی خطابت کے سامنے ٹھہرنے کا یارانہ رکھتے تھے۔ ان کے سیاسی حملہ سے بڑے سے بڑا جغادری لیڈر بھی لرزاں و ترساں رہتا تھا۔ ان کی جوابی تقریر کا تو بہت ہی شہرہ تھا۔ اتنی مدلل اور پر مغز تقریر ہوتی جس سے بڑے بڑے لیڈروں کے دانت کھٹے ہو جاتے اور وہ خاموشی میں ہی عافیت سمجھتے۔

تحریک کشمیر ۱۹۳۰ء میں سب سے پہلے مولانا گرفتاری پیش کر کے بارش کا پہلا قطرہ ثابت ہوئے جس کے پیچھے زبردست طوفاں آیا۔ جس میں چالیس ہزار سے زائد مسلمانوں نے احرار کے پرچم تلے اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کیا۔ اس وقت تک کانگریس جیسی بڑی جماعت بھی اتنی عظیم قربانی پیش نہیں کر سکی تھی۔ علاوہ ازیں بہت سے لوگ جام شہادت نوش کر کے جنت مکیں ہوئے۔

تحریک مدح صحابہ بھی مولانا مظہر علی اظہر مرحوم کی قیادت میں مجلس احرار اسلام نے چلائی اور سب سے پہلا جتھہ لے کر مولانا ہی لاہور سے لکھنؤ گئے اور مدح صحابہ کہتے ہوئے گرفتار ہوئے۔

۱۹۳۶ء کے انتخابات میں مجلس احرار اسلام کے ٹکٹ پر پنجاب اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔

مولانا مظہر علی اظہر مرحوم کا آبائی شہر بٹالہ ضلع گرداس پور (انڈیا) تھا۔ بٹالہ تحصیل میں ہی قادیان واقع تھا اسلئے بٹالہ شہر احرار کا بہت قلعہ تھا۔ وہاں کے مسلمان احرار کے پرچم تلے مرزائیت کے خلاف ہمہ وقت مصروف جہاد رہتے مولانا ظفر علی خاں مرحوم نے بٹالہ کے مسلمانوں کے جذبہ اسلامی سے متاثر ہو کر مندرجہ ذیل اشعار میں انکو خراجِ تحسین پیش کیا تھا۔

بٹالہ میں اسلام کا زور بازو
حریفوں کے چھکے چھڑایا کریگا
دیکھلایا کرے گا جلال محمد
علم قادیاں کا جھکایا کرے گا

حاجی عبدالغنی بٹالوی صدر ضلع مجلس احرار اسلام کی مرزائیوں کی سازش سے شہادت پر مفکر احرار چودھری افضل حق نے ایک عظیم احتجاجی جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے بٹالہ کے مسلمانوں کی ان الفاظ میں تعریف کی تھی۔ "کیا تم اپنے آپ کو خوش قسمت انسان نہیں سمجھتے کہ تمہارے ذریعہ اللہ تعالیٰ اسلام کی سب سے بڑی خدمت لے رہا ہے"

(جلسہ منعقدہ ۸ اپریل ۳۸ء)

(شہادت حاجی عبدالغنی صاحب ۲۷/۲۸ فروری ۱۹۳۸ء)

مولانا مظہر علی اظہر اسی بٹالہ شہر کا باسی ہونے اور مجلس احرار اسلام سے وابستگی کی وجہ سے انگریز کی

خانہ ساز نبوت اور قادیانیوں کے دجل و فریب سے مکمل طور پر آگاہ تھے اسی وجہ سے دوسری جماعتوں کے وکلاء صفائی مولانا سے وقتاً فوقتاً رہنمائی لیتے رہتے تھے۔ نیز جی ڈی کھوسلہ سیشن جج گورداس پور کی عدالت میں جب حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا مشہور مقدمہ زیر سماعت تھا۔ اور جسکے تاریخی فیصلہ نے پہلی بار عدالت کے ذریعہ مرزائیوں کے جھوٹ کا پھول کھول کر تقدس کے اوڑھے ہوئے جھوٹے نقاب کو اتار پھینکا، جس سے پڑھا لکھا طبقہ پہلی بار مرزائیوں کے دجل و تلبیس اور طریقۂ واردات سے آگاہ ہوا اسی مقدمہ میں مسٹر جسٹس منیر بطور سرکاری وکیل اور مولانا مظہر علی اظہر حضرت امیر شریعت کی طرف سے ایک دوسرے کے مدمقابل پیش ہو چکے تھے۔ انکوائری کورٹ دو ججوں پر مشتمل تھی۔ جس میں آنجہانی جسٹس منیر سربراہ اور دوسرے جج ایم آر کیانی ممبر تھے۔ نامعلوم وجوہ کی بناء پر عام لوگوں کا تاثر یہی تھا کہ جسٹس منیر مولانا مظہر علی اظہر سے کچھ کھچے کھچے سے رہتے اور اکثر مولانا کو اپنا کام خوش اسلوبی سے سرانجام دینے میں معاندانہ رویّہ اختیار کرتے۔ ایک دن دوران سماعت جبکہ ماسٹر تاج الدین انصاری کا بیان جاری تھا مسٹر جسٹس منیر نے اچانک یہ غیر متعلقہ سوال کر کے سب کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ کہ مولانا آپ نے قائداعظم کو کافر اعظم کہا تھا۔

مولانا مظہر علی اظہر نے کہا کہ میں اس انکوائری میں کوئی فریق نہیں ہوں بلکہ مجلس احرار اسلام کا وکیل ہوں۔ اس لئے آپ کا مجھ سے یہ سوال خلاف ضابطہ ہے۔ نیز اسکا انکوائری سے کوئی تعلق نہیں ہے اس لئے میں درخواست کروں گا کہ آپ صرف انکوائری کے فرق کو ملحوظ خاطر رکھیں۔

لیکن مسٹر جسٹس منیر اپنے سوال کے جواب کے لئے مصر رہا۔ اور آخر میں صاف صاف کہہ دیا کہ یہ کورٹ کا حکم ہے کہ پہلے اس سوال کا جواب آپکو دینا ہی ہوگا۔ ماسٹر جی نے بھی ٹالنے کے لئے کہا کہ جناب عالی یہ الیکشن کی باتیں الیکشن کے ساتھ ہی ختم ہو جاتی ہیں۔ لیکن جسٹس منیر نے اپنی ضد اور ہٹ دھرمی سے باز نہ آتے ہوئے پھر مولانا سے جواب مانگا۔

تو مولانا کی احراری حس جاگ اٹھی، فرمایا: بہتر ہوتا کہ آپ عدالتی طریق کار میں رہتے لیکن اگر آپ اس پر ہی بضد ہیں تو سن لیں کہ یہ قیام پاکستان سے قبل انتخابات کی بات تھی جو وقت کے ساتھ رفت گذشت ہو چکی ہے اگر آپ گڑے مردے اکھاڑنا ہی چاہتے ہیں تو سن لیں کہ قائداعظم محمد علی جناح جس فرقے کے ایک فرد تھے میں اسکا عالم اور مفتی ہوں اس کی تصدیق اپنے ساتھی جسٹس کیانی صاحب سے آپ کر سکتے ہیں۔ یہ بات کہتے ہوئے مولانا مظہر علی صاحب نے مسٹر جسٹس کیانی کی طرف اشارہ کیا جس پر کیانی صاحب نے سر کی جنبش سے مولانا کی بات کی تائید کی۔ لیکن جسٹس منیر خاموش رہا جسکا مطلب تھا کہ بات جاری رہے۔ تو مولانا نے کہا کہ قائداعظم محمد علی جناح نے بمبئی کی ایک پارسی المذہب عورت رتی بائی سے سول میرج لا کے تحت شادی کی تھی جس پر میں نے کہا تھا۔

اک کافرہ عورت کے لئے دین کو چھوڑا یہ قائداعظم ہے کہ کافراعظم۔
اور مرحوم نے اپنی زندگی میں اس کی تردید نہیں کی تھی اس لئے میں اس سے رجوع نہیں کرسکتا اور اسی پر ہی قائم ہوں۔ میں نے تب بھی پوری جرأت سے کہا تھا اور آج بھی جان، ہتھیلی پر رکھ کر آیا ہوں۔ یہ بات سن کر عدالت ہال میں سناٹا چھا گیا۔ جسٹس منیر کرسی سے اچھلا اور کہا کہ مسٹر مظہر علی آپکو بانیٔ پاکستان کے متعلق اس جرأتِ اظہار پر خوف نہیں آیا؟ اب اگر آپ قتل کردیئے جائیں تو؟ وہ مرد درویش بھلا کہاں رکتا اور خاموش رہتا۔
فوراً جواب دیا کہ یہ شعر میں لاکھوں کے اجتماعات میں ہندوستان کے بہت سے شہروں میں اپنی تقاریر میں کہتا رہا ہوں۔ لیکن مجھے روکنے ٹوکنے کی کسی نے بھی جرأت نہ کی تھی۔ اب اگر میں قتل ہوا تو اس کی ذمہ داری عدالت پر ہوگی۔ جس پر جسٹس منیر سٹ پٹا کر رہ گیا، پیشانی سے پسینہ پونچھا، فوراً کرسی سے اٹھا اور تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا اپنے کمرہ میں چلا گیا۔ میاں محمد عالم بٹالوی ہائیکورٹ سے مولانا کے ساتھ ہی ان کے گھر گئے۔ وہاں یہ خبر پہلے ہی پہنچ چکی تھی۔ گھر والوں نے پوچھا آج آپ یہ کیا کر آئے ہیں۔ آپنے بچوں کے مستقبل کا بھی خیال نہیں کیا۔ تو مولانا نے کہا کہ میں اسوۂ حسینی پر عمل کر کے آیا ہوں۔ اب جو ہونا ہے ہو جائے۔ میں کسی کے لئے ڈر یا خوف سے مرعوب ہو کر حق کو حق کہنے سے باز نہیں رہ سکتا۔
میاں محمد عالم بٹالوی مرحوم ہی کی روایت کے مطابق جب مولانا مظہر علی اظہر مرض الموت میں مبتلا تھے تو میں انکی عیادت کے لئے لاہور گیا۔ ہسپتال میں بستر پر لیٹے ہوئے تھے میں انکے سر بالیں کھڑا تھا۔ اور مولانا لیٹے لیٹے جلدی جلدی کلمۂ طیبہ کا ورد کر رہے تھے اور اسی حالت میں اس دارِ فانی سے عالم جاودانی کو سدھار گئے اناللہ وانا الیہ راجعون! رہے نام اللہ کا نماز جنازہ ولی کامل حضرت مولانا عبیداللہ انور رحمہ اللہ نے پڑھائی اس طرح ایک سچی زبان ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گئی!
جس دن مولانا مظہر علی اظہر مرحوم نے منیر انکوائری کورٹ میں قائداعظم کے بارے میں جسٹس منیر کی تسلی کے لئے سچ کا اظہار کیا دوسرے روز ملک کے تمام اخبارات میں یہ خبر جلی سرخیوں کے ساتھ شائع ہو گئی۔ کچھ دنوں بعد قطب زماں حضرت مولانا شاہ عبدالقادر پوری قدس سرہ اپنے چند متوسلین کے ہمراہ مولانا مظہر علی اظہر کی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے اور انکی جرأتِ ایمانی کی داد ان الفاظ میں دی "مولانا آپنے تمام علماء کی لاج رکھ لی ہے، اللہ آپکو جزائے خیر دے۔"

ماسٹر تاج الدین انصاری لدھیانوی:

ماسٹر جی لدھیانہ جیسے مجاھدوں کے شہر کے باسی تھے جہاں کے علمائے کرام نے ۱۸۵۷ء کے پرخطر دورِ انحطاط وابتلاء میں جب علمائے حق کے لئے ہر طرف پھانسیاں اور کال کوٹھڑیاں تھیں جابر و قاہر انگریز حکومت کے

خلاف جہاد کا فتویٰ دیکر علم بغاوت بلند کیا۔ اور ہندوستان کو دارالحرب قرار دیا۔ جس سے پورے ملک میں جہاد کی روح تازہ ہو گئی تھی۔

جب ماسٹر جی مجلس احرار اسلام میں شامل ہوئے میونسپل کمیٹی لدھیانہ کے معزز رکن تھے۔ خوبصورت سرخ و سفید چہرہ پر سیاہ داڑھی شربتی اور متحرک و متجسس آنکھیں انکی ذہانت و قابلیت کا منہ بولتا ثبوت تھیں۔ منحنی اور دبلے پتلے جسم کے ساتھ تیز دماغ کے زیرک ترین رہنما تھے۔ نیلوفری ٹھنڈی طبیعت کے مالک تھے۔ میٹھی میٹھی باتوں سے مخالف کا دل بھی موہ لیتے اور اپنی مسحور کن گفتگو سے مخاطب کو ایسا جکڑ لیتے تھے کہ اسکو اپنی بے مائیگی کا احساس اس وقت ہوتا جب وہ چاروں شانے چت ہو چکا ہوتا یوں سمجھیئے کہ

زم دم گفتگو گرم دم جستجو

کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ احرار میں شامل ہوئے تو اپنے ان ہی اوصاف کی وجہ سے جلد ہی مجلس احرار اسلام کے صفِ اوّل کے رہنماؤں میں نظر آنے لگے۔ چودھری افضل حق ان کی ذہانت کے معترف تھے اور جب بھی جماعت پر کوئی نازک مرحلہ آیا تو اس سے عہدہ برآ ہونے کے لئے چودھری صاحب کی نظرِ انتخاب ہمیشہ ماسٹر جی پر ہی پڑی!

۱۹۳۴ میں مجلس احرار اسلام نے قادیانیوں کے دجل و تلبیس اور انکی اسلام کے خلاف بڑھتی ہوئی ریشہ دوانیوں کا محاسبہ کرنے کیلئے دائرہ وسیع کرنے کی ٹھانی تو چودھری صاحب نے اپنے اس نابغہ روزگار ساتھی ماسٹر تاج الدین انصاری کو لاہور بلا کر قادیان میں متعین کیا تاکہ قادیان جہاں فرنگی حکومت نے اپنے خود کاشتہ پودے کی بے جا ناز برداریاں کر کے شُتر بے مہار کر دیا تھا۔ انکو لگام دی جا سکے! وہاں پر مجلس احرار اسلام کا دفتر قائم کر کے منارۃ المسیح کے زیر سایہ ہونیوالے ظلم و ستم اور وہاں کے لوگ جنکی زندگی قادیانیوں نے اجیرن بنا رکھی تھی اور بیچارے ایک باجگزار مظلوم رعایا کے طور پر کسمپرسی کی حالت میں دوسرے نمر کے شہریوں سے بھی بد تر زندگی گذارنے پر مجبور کر دیئے گئے تھے۔ حتیٰ کہ مرزائیوں کی مرضی کے خلاف کوئی شخص قادیان میں رہ ہی نہیں سکتا تھا۔ قادیان کی حالت اسوقت کیا تھی۔ چنانچہ جی۔ ڈی کھوسلہ سیشن جج گورداسپور (انڈیا) نے شاہ جی کی ایک اپیل کے فیصلہ میں قادیان کی حالت پر اپنے فیصلہ میں تحریر کیا ہے! کہ چودھری فتح محمد کا عدالت میں یہ اقرار صالح یہ بیان کرنا تعجب انگیز ہے کہ اس نے محمد امین کو قتل کیا مگر پولیس اس معاملہ میں کچھ نہ کر سکی جس کی وجہ یہ بتائی گئی کہ مرزائیوں کی طاقت اس حد تک بڑھ گئی تھی کہ گواہ سامنے آکر سچ بولنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ ہمارے سامنے عبدالکریم کے مکان کا واقعہ بھی ہے کہ عبدالکریم (مباہلہ) کو قادیان سے خارج کرنے کے بعد اسکا مکان نذرِ آتش کر دیا گیا، اور قادیان کی ''سمال کمیٹی'' نے حکم کر کے نیم قانونی طور پر اسے گرانے کی کوشش کی۔

یہ افسوسناک واقعات اس بات کی ''منہ بولتی شہادت'' ہیں کہ قادیان میں ''قانون کا احترام'' بالکل اٹھ

چکا تھا، آتش زنی اور قتل تک کے واقعات ہوتے تھے، مرزا کا کروڑوں مسلمانوں کو شدید دشنام طرازی کا نشانہ بنانا اسکی تصانیف "اسقف اعظم" کے اخلاق کا انوکھا مظاہرہ ہیں جو صرف نبوّت کا مدّعی نہ تھا؟ بلکہ خدا کا برگزیدہ انسان اور مسیح ثانی ہونے کا مدّعی تھا۔ معلوم ہوتا ہے قادیانیت کے مقابلہ میں حکام غیر معمولی حد تک مفلوج ہو چکے تھے۔ ماخوذ (مشاہدات قادیان صفحہ نمبر ۱۴۹ مصنفہ مولانا عنایت اللہ چشتیؒ)

فیصلہ جی ڈی کھوسلہ:

لہٰذا ان حالات میں ماسٹر تاج الدین انصاری نے تقریباً دو سال سے زیادہ عرصہ قیام کر کے وہاں پر پہلے سے موجود مجلس احرار اسلام کے مبلغ مولانا عنایت اللہ چشتی کو ساتھ لیکر ایسا تانا بانا بُنا کہ چند ماہ کے اندر اندر مسلمانوں بلکہ ہندو اور سکھوں میں بھی ایک ہمت اور حوصلہ پیدا ہو گیا۔ جس سے وہ مرزائیوں کے منہ آنے لگے۔ حتیٰ کہ قادیان کے ایک غریب خاکروب کے بیٹے محمد حنیف نے مرزا غلام احمد کے خاندان کے ایک فرد مرزا شریف احمد کو بھرے بازار میں دن دیہاڑے جھاڑو ٹانگوں میں پھنسا کر زمین پر گرایا اور اسکی دبر پر جھاڑو مار مار کرہلکان کر دیا اور سخت بے عزت کیا یہ سب کیا دھرا ماسٹر جی کا تھا کیونکہ وہ دیکھتے تھے کہ جب مرزا غلام احمد کاذب کی ذریت کا کوئی بھی فرد بازار میں نکلتا ہے تو لوگ دو رویہ کھڑے ہو کر سلامی دیتے ہیں۔ دوکاندار سرو قد کھڑے ہو جاتے کیونکہ ان کو بتایا گیا تھا کہ یہ سب شعار اللہ ہیں (اللہ کی نشانیاں) ماسٹر جی نے اس جھوٹے تقدس کو توڑنے کے لئے یہ کارروائی کر دی! اور اس تدبیر اور کارروائی سے پہلی مرتبہ ذلت و خواری کا مرزائیوں کو منہ دیکھنا پڑا۔ جس سے جھوٹی نبوت کے تقدس اور مرزا محمود کی خلافت کو ایک زبردست دھچکہ لگا۔ دوسرا عجیب واقعہ حضرت امیر شریعت کی قادیان میں داخلہ پر یکے بعد دیگرے پابندی تھی۔ جس کی وجہ سے حضرت امیر شریعت کو قادیان کی سرزمین میں اسلام کی تبلیغ سے محروم رکھا جا رہا تھا تاکہ مرزائیوں کے جھوٹ وافتراء کا پول نہ کھل جائے۔ حکومت کہتی تھی کہ امیر شریعت کے قادیان جانے سے امن و امان کو خطرہ ہے اس لئے پابندی ضروری ہے!

ماسٹر جی نے اس مسئلہ کو اپنے ناخن تدبیر سے اس طرح حل کیا کہ غیر تو غیر اپنے بھی ماسٹر جی کی ذہانت کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکے۔ جس دن شاہ جی کے قادیان میں داخلہ پر پابندی کا آخری دن تھا قادیان کے قریب ایک موضع بھانبڑی میں شاہ جی کا جلسہ رکھ لیا۔ رات کو گرد و نواح کے ہزارہا لوگ شاہ جی کے مواعظ حسنہ سے مستفید ہونے کے لئے جوق در جوق جلسہ گاہ میں جمع ہو گئے۔ حضرت امیر شریعت بھی احرار رضا کاروں کے جلوس میں لاری کے ذریعہ بٹالہ سے تشریف لائے۔ رات کو اپنے مخصوص انداز میں لوگوں سے خطاب فرمایا۔ تقریر سے فارغ ہو کر جس لاری سے آئے تھے اسی پر بٹالہ واپس جانے کے لئے سوار ہوئے۔ لیکن ماسٹر جی نے اپنی حکمت عملی کے تحت بغیر کسی پر ظاہر کئے لاری کے ڈرائیور کو بٹالہ جانے کی بجائے قادیان جانے پر آمادہ کر لیا۔ حضرت امیر شریعت اور ماسٹر جی کی قیادت میں یہ قافلہ قادیان کی حدود میں داخل ہوا تو شاہ جی نے ماسٹر

جی سے پوچھا کہ یہ کس نئے راستے سے آپ بٹالہ لے آئے ہیں یہ وہ راستہ تو نہیں جس سے کل ہم گئے تھے تو ماسٹر جی نے بتایا حضرت یہ قادیان ہے اور وہ سامنے مرزا بشیر الدین کا قصر خلافت ہے یہ دیکھ کر حضرت امیر شریعت بہت ہی مسرور ہوئے۔

لاری شہر میں داخل ہو گئی۔ شاہ جی کو ایک محفوظ مکان میں ٹھہرایا گیا۔ یہ خبر پورے قادیان میں آناً فاناً پھیل گئی لوگ حضرت امیر شریعت کی زیارت کے لئے جوق در جوق آنے لگے شہر میں جلسۂ عام کا اعلان کر دیا گیا۔ نماز ظہر کے بعد جلوس کی شکل میں شاہ جی کو قصر خلافت والی گلی سے گذار کر جلسہ گاہ لے جایا گیا۔ یہ دوسری شکست و ذلت تھی جو مرزائیوں اور حکومت کو اٹھانا پڑی۔ شاہ جی نے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے جھوٹی نبوت اور اسکی ذریت کو ببانگ دہل للکار کر کہا کہ میں اور میری جماعت سارقانِ ختم نبوت کا محاسبہ اور مقابلہ اپنے ایمان کا جزو سمجھتے ہیں ہم نے تیرے باپ کو نبی بنانے والی حکومت کو برداشت نہیں کیا۔ بشیر الدین تیری خلافت؟ کیا پدی اور کیا پدی شوربہ کے مترادف ہے۔ ہمت ہے تو آؤ میں تیرے شہر میں ہوں اور تو بیٹھا میری آواز بھی سن رہا ہے! لیکن میں کہتا ہوں کہ تو بخاری تو کیا میرے ایک رضاکار کے سامنے بھی دم نہیں مار سکتا۔

جلسہ بخیر خوبی ختم کر کے حضرت امیر شریعت اسی لاری کے ذریعہ باقی ساتھیوں کے ہمراہ بٹالہ تشریف لے گئے۔

اس طرح ماسٹر تاج الدین انصاری کے حسن تدبر اور ذہانت سے شاہ جی کی قادیان میں داخلہ سے بدامنی کے جھوٹ کی قلعی کھل گئی جس سے مرزائیوں کے ایماء پر بار بار پابندی لگانے والی حکومت کو بھی خفت اٹھانا پڑی۔ (جاری ہے)

عظیم مجاہد آزادی — فدائے احرار

مولانا محمد گل شیر شہید

سوانح و افکار و خدمات

صفحات ۴۰۴

مؤلف: محمد عمر فاروق

قیمت: ۱۵۰ روپے

بخاری اکیڈمی، دار بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان: فون: ۶۱ ۵۱۱۹

طنز و مزاح

ساغر اقبالی

زبان میری ہے بات انکی

★ ٹیلیفون بل میں اکسائز ڈیوٹی 64 فیصد کر دی گئی (پی پی اے)
یعنی اصل بل 1000 روپے، اکسائز ڈیوٹی 640 کل 1640 روپے

★ قوم اپنا احتساب کرے! (بے نظیر)
"اور ہمیں لوٹ مار کے لئے کھلا چھوڑ دے!"

★ جوان بیٹے نے بوڑھی ماں کو لینٹ مار کر ہلاک کر دیا (ایک خبر)

ماں باپ کا جسے نہ بڑھاپے میں ہو خیال
اس ناسعید بیٹے کی قسمت الٹ گئی

★ قتل و غارت اور ڈاکے روز کا معمول ہیں (نصر اللہ خان)
ملک میں کوئی بحران نہیں (بے نظیر)

★ لاہور ہائیکورٹ کے بیس جج اہم شخصیات کے رشتے دار ہیں (ایک خبر)
پاکستان بنا ہی اہم شخصیات کے لئے ہے۔

★ ضیاء کے بوٹ پالش کرنے والے سیاست دان ہیں (بے نظیر)
اور بھٹو کے منہ سے شراب کے بھبکے میں لپٹی ہوئی گالیاں کھانے والے........؟

★ جہانگیر بدر کو مذہبی امور کا وزیر بنا دیا گیا (ایک خبر)
یہ تو ایسے ہی ہے جیسے تارا مسیح کو کسی مسجد کا امام لگا دیا جائے۔

★ لاہور، رشتہ نہ ملنے پر سرگودھا کے تھانیدار نے لڑکی اٹھالی، کئی ماہ زیادتی (ایک خبر)
اے اللہ! تو بہت حوصلے والا ہے۔

★ وزیراعظم کی باتوں کا جواب انہی سے پوچھا کریں (نوابزادہ نصر اللہ)
اور ہمیں اپنی نوکری کرنے دیں۔

★ جہاد اور ہسپتال کے نام پر کسی کو بینکوں سے پیسے نہیں لینے دیں گے (بے نظیر)
کہ ابھی "راک وڈ" کی قسطیں باقی ہیں۔

★ تاجر جتنے دن چاہیں ہڑتال کریں۔ نقصان انہی کا ہوتا ہے (وزیر اعلیٰ)
بے حسی اور بے شرمی کی حد ہو گئی۔

★ وزارت مذہبی امور سے کالی بھیڑوں کو نکال دیا جائے گا۔ (جہانگیر بدر)

ابتداء اپنے آپ سے کیجئے!

★ یوم آزادی پر نامعلوم شخص نے سینکڑوں افراد کے سامنے مینار پاکستان سے کود کر زندگی ختم کرلی (ایک خبر)
ترقی پسند اور روشن خیال پاکستان میں آزادی کے خوابوں کی تعبیر!

★ ہیڈراجکاں۔ درندہ صفت باپ نے سگی بیٹی کی عزت تار تار کردی (ایک خبر)
رسول پاک ﷺ نے حقیقی باپ کو بھی جوان بیٹی کے ساتھ تنہا بیٹھنے سے یوں ہی منع نہیں فرمایا۔

★ شہید بھٹو کا عوام دوست پروگرام۔ بیٹی نے مکمل کردیا (ایک اشتہار)
کھنداں سی آباد کراں گا پر پہلاں برباد کراں گا

★ اہم شخصیت کا بیٹا "ٹن" ہو کر بھور بن آیا۔ نازیبا حرکات۔ پارکنگ میں سرعام پیشاب کرنے لگا۔ (ایک خبر)
دو پاؤں کا جانور بلکہ جانور سے بھی بدتر!

★ وزیراعلیٰ نے میرا کام نہیں کیا۔ (اصغر گورداسپوری کی شکایت)
مکھن لگایا کریں (بے نظیر کا جواب)

★ مالکان اخبارات قیمت میں 5 فیصد اضافہ کر کے سیلز ٹیکس واپس حاصل کریں گے۔ (خالد کھرل)
اور انہی اپنی رنگ رلیوں کے لئے ٹیکس چاہئیے۔

★ بیشتر مسائل حل کر دیئے ہیں۔ باقی جلد کر دیں گے (بے نظیر)
"سرے" اور "فرانس" کے محلوں کی بات کر رہی ہیں۔

★ چٹھہ وزیراعظم کی گاڑی کے ڈرائیور بن گئے (ایک خبر)
مطلب کے لئے گدھے کو بھی باپ کہنا پڑتا ہے۔

★ تین ہزار سے زیادہ ٹیکس دیتی ہوں۔ (بے نظیر)
کتنی عیار ہے سو بھیس بنالیتی ہے!

★ صوبائی مشیر کا بھائی مقابلے کے بعد گرفتار۔ کروڑوں روپے کی ہیروئن برآمد (ایک خبر)
سیاسی کرپشن ختم ہو گئی۔ (بے نظیر)

★ مولویوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ ماں باپ ہمیں کلمہ سکھا دیتے ہیں (بے نظیر)

کتنے شیریں ہیں تیرے لب کہ رقیب
گالیاں کھا کر بھی بے مزہ نہ ہوا

★ دنیا میں دو قومیں سب سے زیادہ ناشکری ہیں۔ یہودی اور پاکستانی (نوابزادہ نصر اللہ خان)
آپ کس قوم سے ہیں؟ ایک، دو، تین جلدی جواب دیں۔

"امت" کے صفحات میں امت کی دل آزاری

حال ہی میں کراچی سے ایک نیا روزنامہ "امت" کے خوبصورت نام سے شروع ہوا ہے جو ہفت روزہ "تکبیر" کے ادارہ کے صحافیوں کی زیرِ ادارت نکل رہا ہے۔ اس کا اعلان کچھ عرصہ سے سنتے آ رہے تھے، اس نام کی وجہ سے خیال ہو رہا تھا کہ یہ جریدہ پاکستان کے دیگر روزناموں کی طرح دین دشمن پالیسیوں، یورپ سے برآمدہ عریانیت اور فحاشی سے مملو تہذیب و ثقافت، اور یورپیئن فلسفہ و فکر سے آلودہ نہیں ہو گا۔ بلکہ یہ دینی اقدار و روایات کا حامل، اور اسلامی فکر و نظر کا آئینہ دار ہو گا۔ اور ہم ایسے بنیاد پرستوں کو ایک خوبصورت روزنامہ پڑھنے کو ملے گا۔ گو اس میں وہ آلائشیں نہیں ہیں جو اس دور کے اخبارات کا طرۂ امتیاز ہیں۔ مگر وہ کچھ بھی نہیں جس کا خیال کیا جا رہا تھا۔ لیکن اس پر ایک خاص طبقہ کی چھاپ پڑھنے والے کو واضح نظر آتی ہے۔ اور وہ مودودی طبقۂ فکر ہے۔ اس تحریر کا محرک وہ افسوسناک اور ملال انگیز کالم ہے جو بدھ ۲۱ اگست ۱۹۹۶ کی اشاعت میں شامل ہے۔ ابھی اس اخبار کو جمعہ جمعہ آٹھ دن بھی نہیں ہوئے کہ اس نے بھی مودودی صاحب کا قلم سنبھال کر تاریخ اسلام خاص طور پر سیرت صحابہ پر شبخون مارنا شروع کر دیا ہے۔

"ابو مسلم خراسانی" کے فرضی نام سے کسی صاحب کا "ماجرا" شائع ہوا ہے۔ عنوان ہے "حضرت معاویہ کا دستر خوان" پہلے آپ اس کے مندرجات ملاحظہ فرمایئے۔ شروع یوں ہوتا ہے۔

> "حضرت امیر معاویہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کس طرح مختلف تھے؟ انہوں نے اپنا دستر خوان وسیع کر لیا۔ ان اصولوں کی پاسداری کی بجائے، جن کی تعلیم پیغمبر آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ دنیاوی حکمت و تدبیر نے لے لی۔ اور خزانۂ عامرہ امیر کی دسترس میں آگیا۔ میرا احساس یہ ہے اور تاریخ اس پر گواہی دیتی ہے کہ بعد میں آنے والے مسلمان حکمرانوں نے بالعموم حضرت امیر معاویہ کی پیروی کی۔ انہیں اقتدار کا جلال اور کروفر عزیز ہو گیا۔ ملک میں اس وقت حکمرانوں کے اللے تللے زیر بحث ہیں۔ بجٹ بتاتا ہے کہ صرف ایوان صدر اور ایوان وزیر اعظم کے اخراجات ۷۰ کروڑ روپے ہیں ملک بھر کے اسپتالوں اور معالجوں کیلئے مختص رقوم اس سے کم ہیں۔"

اس کے بعد خراسانی صاحب نے مختار مسعود کی تازہ کتاب "لوحِ ایام" سے ایک طویل اقتباس درج کیا ہے۔ جو اس کا ماحاصل ہے جس میں ایرانی گماشتوں، خونخواروں، انسانیت کے دشمنوں اور انسانی شکل و صورت میں چلتے پھرتے شیطانی ھیولوں کی سادگی و فروتنی کے مظاہر ذکر کیے گئے ہیں۔ کالم نگار نے اس کا

سہارا لیکر اپنے کالم کا پیٹ بھرا ہے۔ اور اپنی روزی حلال کرنے کی کوشش کی ہے۔

سوال یہ نہیں کہ کالم نگار نے ان آگ پرست مجوسیوں کی ناپاک اولاد کی تعریف کیوں کی ہے؟ ہماری بلا سے، خراسانی صاحب چاہیں تو خود بھی اپنا تعلق انہی سے جوڑلیں۔ اور اگر ہیں تو اللہ جلد انہیں اپنی عاقبت دکھائے۔ سوال یہ ہے کہ انہوں نے مودودی صاحب کے نقش قدم پر چل کر "امت" کے صفحات پر پوری امت کے اذہان میں تشکیک و شبہات کے جو بیج بونے کی کوشش کی ہے اسے کیا نام دیا جائے؟

ہم نہیں جانتے کہ سیدنا معاویہ سلام اللہ ورضوانہ علیہ کے ناقدین کیا ہیں، ان کا شجرۂ نسب کیا ہے اور ان کا حدود اربعہ کیا ہے؟ اور سیدنا معاویہؓ کے متعلق تاریخ کیا ہذیان بکتی ہے؟ ہاں اگر جانتے ہیں تو یہ کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ تاریخ اسلام کے وہ فرد فرید ہیں جنھیں حضور نبی کریم علیہ الوہ التحیتہ والتسلیم کی جلوت و خلوت میں مصاحبت کا شرف حاصل رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں "کا تب وحی مبین" کے عظیم منصب پر فائز کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے دعائیں فرمائیں۔ کبھی فرمایا۔

اے اللہ معاویہؓ کو کتاب و حساب کا علم عطا فرما اور عذاب سے بچا۔

کبھی فرمایا۔

"اے اللہ (معاویہؓ) کو ہدایت دینے والا، اور ہدایت پانے والا بنا، اسے بھی ہدایت کر اور اس کے زریعے دوسروں کو بھی ہدایت دے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خلافت کی بشارت دی اور اس میں برکت و استحکام کی دعا فرمائی۔

کسی ایسے صحابی کے متعلق یہ گمان کرنا جن کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم یوں دعائیں فرما چکے ہوں کہ وہ معاذ اللہ عیش پرستی میں پڑ گئے تھے۔ اور انہوں نے دستر خوان وسیع کر لیا تھا۔ اور یہ کہ اقتدار کا جاہ و جلال اور کروفر عزیز ہو گیا تھا۔ کس فکر و نظر کی نمائندگی کرتا ہے؟ ظاہر ہے یہ اسی طبقۂ خبیثہ کی نمائندگی ہے جس کی مدح میں پورا کالم شائع ہوا ہے۔

خراسانی صاحب کو شاید علم نہیں کہ سیدنا معاویہ آج کے دور کے کسی ملک کے حکمران نہیں تھے۔ جو امریکہ ایسے بدمعاش کا غلام بے دام ہو۔ اور نہ ہی آج کی طرح بے نظیر دستر خوان سے عیاش لوگ متمتع ہونے والے تھے۔ بے نظیر یا ازیں قبیل کسی بھی حکمران کے دستر خوان پر تو کسی بے چارے غریب کا سایہ بھی نہیں پڑسکتا جبکہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دستر خوان کی وسعت صرف غرباً، یتامیٰ اور مسافروں کیلیئے تھی۔ خراسانی صاحب کو خزانۂ عامرہ کے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں جانے پر بڑا افسوس ہے۔ کہا جاسکتا ہے۔ (اللہ تعالیٰ اس خیالِ بد سے بھی بچائے) کہ حضرت علیؓ اسی وجہ سے حضرت معاویہؓ کے خلاف برسرپیکار رہے۔ بعد میں سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما بھی اسی خزانۂ عامرہ کے حصول کے لئے کوشاں رہے؟ حالانکہ

ایسا نہیں۔

سیدنا معاویہؓ کی بارگاہ سے تو حسنین کریمین سالانہ لاکھوں روپے لے کر آتے اور غرباء ومساکین میں تقسیم کردیتے۔ سیدنا معاویہؓ کے دور میں رفاہی ریاست تھی۔ سارا بیت المال ملک اور قوم پر خرچ کیا جاتا۔

خراسانی صاحب نے موجودہ حکمرانوں کے اللوں تللوں کو عہدِ سیدنا معاویہؓ سے تشبیہ دی ہے تو پھر جماعت اسلامی نے ضیاء الحق کے عہد میں جو مراعات اور مفادات حکومت سے لئے ہیں یا موجودہ حکومت سے جو مولوی مراعات لے رہے ہیں انہیں کس سے تشبہ دیں گے؟ اصل میں خراسانی صاحب کو حصہ نہیں ملا، مل جاتا تو یوں امت کے متفقہ اسلاف کے دامن پر کیچڑ نہ اچھالتے۔

اور پھر خراسانی صاحب ایرانی مجوسیوں کی مدح و منقبت میں یہ بھول گئے کہ ان کا نام نہاد "اسلامی انقلاب" لاکھوں بے گناہ انسانوں کے خون سے رنگین ہے۔ اس انقلاب کے نتیجہ میں ایران میں جو قتل و غارت گری ہوئی اور مخالف و موافق کو ذرا سی بات پر جس انداز میں تہ تیغ کیا گیا اس سے تو چنگیز و ہٹلر کی روحیں بھی شرما گئیں۔ ان انسان دشمن موذیوں سے اپنے ملک کے ہی نہیں بلکہ ہمسایہ ممالک کے معصوم لوگ بھی محفوظ نہ رہ سکے آپ کے ملک میں ہونے والے فرقہ وارانہ فسادات کی کڑیاں انہیں سے تو جا ملتی ہیں

خراسانی صاحب بھول گئے کہ انقلاب کے صرف ابتدائی تین سالوں میں بیس ہزار سیاسی مخالفین کو پھانسیوں پر لٹکایا گیا۔ عراق کے خلاف دس لاکھ "پاسداروں" کو بے مقصد جنگ میں مروایا گیا۔ ہمسایہ ممالک میں اپنے مخالفین کو قتل کرایا گیا۔ کوئٹہ میں ابھی وہ لوگ موجود ہیں جو گواہی دیں گے کہ کس طرح ایرانی کمانڈوز کوئٹہ کی سنی آبادی پر حملہ آور ہوئے۔ سنی نوجوانوں کو قتل کیا اور سنی خواتین کو ختم کرکے ان کے پستان کاٹے گئے۔ ایرانی مجوسیوں کے مذہبی پیشوا خمینی لعین کی کتابیں اصحاب و ازواج رسول کے خلاف دل آزار تحریروں سے بھری ہوئی ہیں۔ خراسانی صاحب یہ آپ کو کیوں نظر نہ آئیں؟

لاہور کے علاقہ ٹھوکر نیاز بیگ میں کرائے کے قاتلوں کا نشانہ کون لوگ ہیں؟ گزشتہ سے پیوستہ رمضان المبارک میں مساجد کے اندر بم دھماکے کرنے والے لوگ کون تھے؟ کبھی خیال فرمایا آپ نے؟

اور ہاں ایک بات تو رہ چلی تھی کہ آپ کو تاریخ اسلام کے گزشتہ حکمرانوں کی عیاشی کا بڑا قلق ہے مگر کیا آپ کو معلوم نہیں ان عیاش و بدمعاش لوگوں کا یہ عالم ہے کہ متعہ جو سراسر اخلاق سے گری ہوئی چیز اور زنا ہے یہ ان کے کالے مذہب کا ایک رکن ہے۔

خراسانی صاحب نے موجودہ بے دین اور فاسق و فاجر حکمرانوں اور صحابیٔ رسول سیدنا معاویہؓ کو ایک ہی صف میں کھڑا کرنے کی کوشش کی ہے اس طرزِ عمل کو خراسانی ٹٹو کی دُلتی تو کہا جا سکتا ہے، علم، تحقیق، دیانت اور ایمان سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

کچھ شرم کیجیے اگر کہیں سے ملتی ہے۔

حسنِ انتقاد

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے۔

سید عطاء المحسن بخاری

کتاب: مشکلات القرآن تصنیف: محدثِ کبیر امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیری

صفحات: ۲۷۸ قیمت: درج نہیں

سند المحدثین امام ائمہ الحنفیہ، محدث کبیر محمد انور شاہ کشمیری قدس اللہ سرہ بہت سی صدیوں پر محیط شخصیت کے مالک تھے۔ آپ اس صدی میں اللہ کی نشانیوں میں سے ایک بہت بڑی نشانی تھے۔ یہ واحد شخص ہیں جنہوں نے امام ابو حنفیہ رحمہ اللہ کی تدوین فقہ اسلامی پر تیس برس تک عرق ریزی کی اور اس محنت شاقہ کے بعد معترض علماء کے تمام تر اعتراضات کا مسکت جواب دیا۔ حضرت والد ماجد امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نور اللہ قبرہ فرمایا کرتے تھے

"اگر اسلام میں کوئی کجی ہوتی تو انور شاہ کبھی مسلمان نہ ہوتے"

اور ایک دفعہ فرمایا

"صحابہ کا قافلہ جا رہا تھا کہ انور شاہ پیچھے رہ گئے۔" (رحمہما اللہ رحمۃ واسعۃ)

حضرت الامام کشمیری رحمہ اللہ کی علوم پر بہت گہری نظر تھی۔ آپ نے تمام علوم پر علم قرآن و حدیث کو ترجیح دیکر اپنی تمام توجہ انہی پر مرکوز کر دی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے شاگرد اکثر و بیشتر محدث و مفسر ہیں۔ مثلاً مولانا بدر عالم میرٹھی، مولانا محمد ادریس کاندھلوی، مولانا مفتی محمد شفیع، مولانا محمد احمد رضا بجنوری، مولانا محمد یوسف بنوری (رحمہم اللہ و کثر اللہ امثالہم و متعنا اللہ بعیوبہم و مساعیہم) یہ اعاظم امت اپنے استاذ جلیل کا پرتو ہیں۔

"مشکلات القرآن" حضرت انور شاہ کی قرآنی بصیرت کا جیتا جاگتا مرقع ہے مگر مشکل یہ تھی کہ ان مشکلات القرآن کا پڑھنا اور سمجھنا ہم ایسوں کے لئے دو بھر تھا۔ اللہ تعالیٰ مولانا محمد احمد رضا بجنوری کو اجر عظیم عطا فرمائے کہ انہوں نے حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کی مشکلات کو آسانیوں میں ملبوس کر دیا اور تمام حوالہ جات کو متن کے حواشی میں زینت بخش دی اور یہ اس لئے بھی مستند ہے کہ اسمیں مولانا بجنوری نے براہ راست اپنے شیخ کی مسموعات کا حظ وافر سمو دیا ہے۔ جس سے شیخ کے وارفتگان مکمل فیض حاصل کر سکتے ہیں۔ اسمیں حیات مسیح، ختم نبوت، دولت مندوں کے رویے، سیدنا عمر کا" کی لایکون الغزالا استدلال اور مفتوحہ زمینوں سے اسلامی احکام وغیرہ اور بہت سے مسائل کا احاطہ و وضاحت ہو گئی ہے اور یہ کتاب مقدس

علماء کی لائبریریوں کا زیور ہے۔ جس مولوی کے پاس یہ کتاب نہیں وہ مولوی بہت سی گتھیوں کو قطعاً نہیں سلجھا سکے گا!

کتاب کے شروع میں سماحۃ الشیخ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کا مقدمہ جو بنیادی طور پر تفسیر قرآن کے قواعد و ضوابط، اس کے محاسن و مراتب پر مشتمل ہے بہت ہی مفید و نفع بخش ہے مگر حضرت مرحوم و مغفور نے مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ کے ساتھ سخت ناانصافی کی ہے اور ان کے مرنے کے بعد انہیں ناروا رویے کا مستحق سمجھا۔ حالانکہ مولانا اس زمانے میں دلی میں موجود تھے جب مولانا آزاد رحمہ اللہ و غفرلہ نے ترجمان القرآن لکھی اور چھپوائی۔ان کے بیان کردہ مطالب و مفاہیم کو مولانا بنوری انہی سے پوچھ لیتے تو دوسرے سیکڑوں علماء کی طرح ان کے اوھام ساترہ بھی وضاحتوں کے نور سے جلا پاتے مگر افسوس کہ مولانا بنوری کو یہ نہ سوجھی اور وہ "صاحب البیت ادریٰ بما فیہ" کے کلیے پر عمل نہ کر سکے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے ان دونوں بزرگوں کی کوتاہیوں سے درگزر فرمائے اور انہیں اپنی رحمتوں کی وسیع چادر میں لپیٹ دے۔

حضرت الامام کشمیری رحمہ اللہ کی یہ علمی یادگار، ادارہ تالیفات اشرفیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان نے باہتمام خاص شائع کر کے واقعی قرآن کی خدمت سرانجام دی ہے۔

ذوقِ فروغِ عربی

عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ ﷺ اَحِبّوا العَربَ لِثلاث لانی عربی والقرآن عربی ولسان اوکلام اهل الجنة عربی (رواہ البیہقی فی شعب الایمان ، مشکوٰۃ المصابیح ج۲ ، ص ۵۵۲)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم عربی زبان کو تین وجوہ سے محبوب رکھو اس لئے کہ

میں عربی ہوں

قرآن کریم عربی میں ہے

اہلِ جنت کی زبان و کلام بھی عربی ہے۔

لہٰذا عربی پڑھو، عربی بولو، قرآن سمجھو، اپنے بچوں کو عربی پڑھاؤ، تحریر و تقریر میں بین الاسلامی زبان "عربی" کو فروغ دو۔

مرسلہ ــــــــــــــــ

قاری عبداللطیف مدنی واولادہ (مدرس مسجد نبوی مدینہ منورہ)

ربوہ میں سالانہ سیرت کانفرنس کی روداد

پوری امت کی کامیابی اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہونے میں مضمر ہے

سیرت رسول ﷺ سے انحراف دنیا و آخرت کا خسارہ ہے

ہم کادیانیوں کواسلام کے نام پر کفر وارتداد پھیلانے کی اجازت نہیں دیں گے

(سید عطاءالمحسن بخاری)

مجلسِ احرار اسلام کے زیرِ اہتمام اٹھارہویں سالانہ دو روزہ سیرت کانفرنس حسب سابق مسجد احرار کے وسیع ہال میں منعقد ہوئی۔ جس میں شرکت کیلئے دور دراز علاقوں سے توحید و ختمِ نبوت کے علمبرداروں کے قافلے ۱۱ ربیع الاول کی شام مسلسل مسجد احرار پہنچ رہے تھے۔ کانفرنس کا آغاز قائد تحریک تحفظ ختم نبوت ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ کی تقریر سے ہوا۔ بعد نماز مغرب نشست منعقد ہوئی جو نماز عشاء تک جاری رہی۔ حضرت شاہ جی نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ پوری امت کی کامیابی صرف اور صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اور اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہونے میں مضمر ہے۔ اور اس سے انحراف دنیا و آخرت کا خسارہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ مرزا طاہر کا لندن میں یہ کہنا کہ "قادیانی جماعت اللہ کی توحید کا پیغام دے رہی ہے۔" سفید جھوٹ، دجل و فریب اور فراڈ ہے۔ دراصل قادیانی جماعت جس غلاظت، کفر و ارتداد کو پھیلا رہی ہے یہ سب شیطانی صفات ہیں جن کا مظہر مرزا غلام قادیانی اور اسکی امت مرتدہ ہے۔

انہوں نے کہا کہ ہم مسلمان کسی قیمت پر اس بات کی اجازت نہیں دے سکتے کہ قادیانی اپنے کفریہ نظریات کو اسلام کے نام پر پیش کریں۔ نماز فجر کے بعد حضرت شاہ جی مدظلہ نے درسِ قرآن کریم دیا۔

۱۲ ربیع الاول کو صبح ۹ بجے تیسری نشست کا آغاز ہوا جس میں مجلسِ احرار اسلام کے سیکرٹری جنرل پروفیسر خالد شبیر احمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی بیرونی دنیا میں اسلام اور ملک کے خلاف مکروہ سازشوں میں مصروف ہیں۔ اور انسانی حقوق کی نام نہاد تنظیموں کے ذریعے اپنی خود ساختہ مظلومیت کا ڈھنڈورا پیٹ کر پیسے اور سیاسی پناہ حاصل کرتے ہیں۔

مجلسِ احرار اسلام کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ یورپ، امریکہ اور اسرائیل کی دولت پر پلنے والے اور سٹیلائٹ ٹی وی کے سہارے پر جھوٹ اور باطل کو حق قرار دینے والے

مرزا طاہر میں ہمت ہوتی تو وہ پاکستان سے بھیس بدل کر فرار نہ ہوتا۔

حضرت پیر سید محمد اسعد شاہ صاحب ہمدانی مدظلہ نے فرمایا کہ عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ کرنا ہر مسلمان کے ایمان کا حصہ ہے۔ اللہ جل شانہ کا امت پر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ نبی کریم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی بنا کر مبعوث فرمایا۔ اس احسان کا شکرانہ یہ ہے کہ ہر مسلمان نبی علیہ اسلام کی ختم نبوت کے تحفظ کیلیئے اپنی ساری توانائیاں صرف کردے۔

کانفرنس کی پہلی دو نشستوں سے مولانا غلام محمد، مولانا محمد مغیرہ، قاری محمد اصغر عثمانی، مولانا محمد اسحٰق سلیمی، قاری محمد یوسف احرار، حافظ کفایت اللہ، ابوسفیان تائب، سید خالد مسعود گیلانی اور حافظ مہدی معاویہ، نے خطاب کیا۔ حافظ محمد اکرم اور محمد امیر نے دونوں نشستوں میں نعتیں اور نظمیں سنا کر سامعین کے دلوں کو گرمایا۔

۱۲ ربیع الاول کو بعد نماز ظہر فدائین احرار کا فقید المثال جلوس روانہ ہوا۔ جس کی قیادت ابن امیر شریعت حضرت سید عطاء المحسن بخاری کر رہے تھے۔ فضاء احرار کے سرخ پرچموں کے لہرانے سے دلکش

قادیانی اسلام اور پاکستان کے خلاف مکروہ سازشوں میں مصروف ہیں

(پروفیسر خالد شبیراحمد)

یہود و نصاریٰ کی دولت پر پلنے والے مرزا طاہر میں ہمت ہوتی تو پاکستان سے فرار نہ ہوتا

(عبداللطیف خالد چیمہ)

ربوہ میں احرار کا داخلہ حق کی فتح اور باطل کی شکست ہے (چودھری ثناءاللہ بھٹہ)

منظر پیش کر رہی تھی۔ ربوہ کے تمام بازار بند تھے اور شہر پر احرار کی ہیبت تھی۔ چوکوں اور چوراہوں کو کانفرنس کے اشتہارات کی لڑیوں، خوبصورت بینروں (جن پر نعرے درج تھے) سے سجایا گیا تھا اور مختلف دروازے بنائے گئے تھے۔ احرار کارکن سرخ قمیصوں میں ملبوس ہو کر شہداء ختم نبوت کو خراج تحسین پیش کر رہے تھے۔

اقصیٰ چوک پہنچ کر فدائین ختم نبوت کا جلوس رک گیا۔ یہاں احرار رہنماؤں نے مختصر خطاب کیا۔ سید محمد کفیل بخاری سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔

چودھری ثناء اللہ بھٹہ:

مجلس احرار اسلام کے رہنما چودھری ثناء اللہ بھٹہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اکابر احرار نے قادیان میں مرزائیت کو للکارا تھا تب میں بھی اس قافلے میں ایک ادنی کارکن حیثیت سے شامل تھا۔ اکابر احرار نے

قادیان میں دین کی تبلیغ کا جو کام کیا اس کے لئے انہیں بے شمار تکالیف اٹھانی پڑیں مگر یہ ہمارے اسلاف کا اخلاص ہی تھا جس نے ہمیں کامیابی سے ہمکنار کیا۔ آج احرار، ربوہ میں توحید و ختم نبوت کا پیغام سنا رہے ہیں۔ یہ حق کی فتح اور باطل کی شکست ہے۔ میری دعائیں احرار کارکنوں کے ساتھ ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے دین کی خدمت کے لئے قبول فرمائے۔

ابن امیر شریعت سید عطاء المھیمن بخاری:

مدرسہ ختم نبوت اور مسجد احرار ربوہ کے منتظم سید عطاء المھیمن بخاری مدظلہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت و بعثت بنی نوع انسان کیلئے انقلاب آفرین تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باطل معبودوں اور باطل نظریات کے بتوں کو پاش پاش کر دیا۔ اور ہر طرح کی بادشاہوں اور جمہوریتوں کو شکست دے کر اللہ کی وحدانیت کا بول بالا کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت دین کے نتیجہ میں ظلم و ستم میں پسی اور ظلمت و تاریکی میں گھری ہوئی انسانیت کو عروج ملا۔

انہوں نے کہا کہ ہم قادیانیوں کو اسلام کی روشنی دینے آئے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ کفر کی تاریکی سے نکل کر دین حق کی آغوش میں آجائیں۔ انہوں نے کہا کہ میرے والد امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ نے مرزا بشیر الدین کو ۱۹۱۶ء میں امرتسر میں للکارا تھا۔ اور میں آج ۱۹۹۶ء میں ربوہ میں مرزا طاہر کو دینِ حق قبول کرنے کے لئے پکار رہا ہوں۔ ہم جب تک زندہ ہیں قادیانیوں کو حق کی دعوت دیتے رہیں گے۔ جلوس ایوان محمود کے سامنے پہنچا تو شرکاء جلوس کے جذبات کی کیفیت ہی بدل گئی۔ یہاں پر جناب عبد اللطیف خالد چیمہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا اقرار کرلیں تو ہم انہیں اپنا بڑا بھائی بنالیں گے۔ ممتاز قانون دان جناب نذیر احمد غازی ایڈووکیٹ نے "ایوان محمود" کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہم قادیانیوں کو "ایوان محمود" سے نکال کر "مقام محمود" کے

ہم جب تک زندہ ہیں قادیانیوں کو حق کی دعوت دیتے رہیں گے سید عطاءالمھیمن بخاری

نیچے پہنچانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی عوامی اور عدالتی محاذ پر ہر جگہ شکست کھا چکے ہیں۔ انہیں چاہیئے کہ وہ مرزا غلام احمد کے جھوٹے دھرم کو چھوڑ کر اسلام قبول کرلیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے "لواء الحمد" کے سایہ میں آجائیں۔ انہوں نے کہا کہ میں ابناء امیر شریعت اور مجلس احرار کو اس کانفرنس اور جلوس کے انعقاد پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں انہیں خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ربوہ میں توحید و ختم نبوت کا نعرہ بلند کیا۔

جلوس سے ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری نے آخری خطاب کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ

قادیانی حضور ﷺ کے "لواء الحمد" کے زیرِ سایہ آجائیں

ہم قادیانیوں کو "ایوانِ محمود" سے نکال کر "مقامِ محمود" کے نیچے پہنچانا چاہتے ہیں۔

مجلس احرار اسلام اور ابناء امیرِ شریعت کو ربوہ میں توحید و ختمِ نبوت

" کا نعرہ بلند کرنے پر مبارک باد دیتا ہوں (نذیر احمد غازی ایڈووکیٹ)

حکومت منکرین ختمِ نبوت مرزائیوں کی مکمل پشت پناہی کر رہی ہے۔ اور دینی جماعتوں کے کارکنوں کو ہراساں کیا جارہا ہے۔ حکومت یاد رکھے کہ وہ اپنے اوچھے ہتھکنڈوں سے قادیانیوں کو تحفظ فراہم نہیں کرسکتی۔ مسلمان اس سازش کو ناکام بنادیں گے۔

سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ ہم قادیانیوں کے دشمن نہیں ہیں۔ ان سے ہماری جنگ اور اختلاف اصولی ہے۔ اور عقائد پر مبنی ہے۔

مولانا محمد مغیرہ نے کہا کہ ہم قادیانیوں کا ہر جگہ تعاقب کریں گے چاہے وہ دنیا کے کسی بھی کونے میں چلے جائیں۔ لاری اڈہ پہنچ کر مولانا محمد مغیرہ کی دعا کے ساتھ جلوس اختتام پذیر ہوا۔

جلوس کے اختتام پر درج ذیل قراردادیں بھی منظور کی گئیں۔ (۱) قانون امتناع قادیانیت پر موثر عملدرآمد کرایا جائے۔ (۲) حالیہ بجٹ میں لگائے جانیوالے ظالمانہ ٹیکس واپس لے کر عوام کی معاشی و اقتصادی حالت کو سنوارا جائے۔ (۳) ملک میں بڑھتی ہوئی لاقانونیت، بد امنی، قتل و غارت اور دہشت گردی حکومت کی ناکامی کا ثبوت ہے۔ حکومت کو مستعفی ہوجانا چاہیے (۴) ذرائع ابلاغ سے پھیلائی جانے والی روزافزوں عریانی و فحاشی کا خاتمہ کیا جائے۔ (۵) ربوہ کے مسلمانوں کو علاج معالجہ کی فراہمی کیلئے ہسپتال قائم کیا جائے۔

قادیانیوں اور دیگر اقلیتوں کے تعلیمی اداروں کی واپسی کا فیصلہ واپس لیا جائے

(کل جماعتی مجلسِ عمل تحفظ ختمِ نبوت)

۱۸ اگست ۱۹۹۶ کو لاہور میں کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختمِ نبوت کے عہدیداروں کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں کل جماعتی مجلس عمل تحفظِ ختمِ نبوت نے قادیانیوں اور دیگر اقلیتوں کے تعلیمی اداروں کی واپسی کی سرکاری پالیسی کا سنجیدگی سے نوٹس لیا ہے۔ اور حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ اقلیتوں کے نیشنلائزڈ تعلیمی اداروں کی واپسی کے پروگرام پر نظر ثانی کی جائے۔ یہ فیصلہ آج مرکزی مجلس عمل ختمِ نبوت کے ایک

اجلاس میں کیا گیا جو دفتر ختم نبوت مسلم ٹاؤن لاھور میں مولانا قاری عبد الحمید قادری کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اجلاس میں سردار محمد خان لغاری، مولانا زاھد الراشدی، مولانا سید محمد کفیل بخاری، مولانا خلیل الرحمن حقانی، مولانا قاری جمیل الرحمن اختر، محمد ریاض درانی، حافظ رشید احمد، مولانا محمد رفیق رضوی، قاضی رشید احمد صدیقی، عبداللطیف خالد چیمہ، خالد لطیف گھمن، مولانا اللہ وسایا قاسم اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے شرکت کی۔

اجلاس میں ایک قرار داد کے ذریعے کہا گیا ہے کہ تعلیمی اداروں کو اقلیتی گروھوں نے ھمیشہ اپنے تبلیغی مقاصد کے لیئے استعمال کیا اور ان کے ذریعے نہ صرف پاکستان کے بنیادی نظریہ اور مملکت کے سرکاری مذہب اسلام کے خلاف سرگرم عمل رہے بلکہ مسلمان نوجوانوں کو گمراہ کرنے کے لئے یہ ادارے کمین گاہیں ثابت ہوئے ہیں۔ اس لیئے ان اداروں کی واپسی ملک اور دین کے مفاد کے منافی ہے اور حکومت کو اس پالیسی پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔ سردار محمد خان لغاری کی سربراہی میں ایک کمیٹی قائم کی گئی جو اس سلسلہ میں تفصیلی رپورٹ مرتب کرکے متعلقہ جماعتوں اور اداروں کو بھجوائے گی۔ کمیٹی میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور حافظ محمد ریاض درانی شامل ہیں۔

اجلاس میں ۱۱ اگست کو لاھور میں مسیحی اقلیت کی ریلی میں کیے جانے والے مطالبات کا بھی جائزہ لیا گیا اور ایک قرار داد میں کہا گیا ہے کہ پاکستان کو "اسلامی جمہوریہ" کی بجائے "عوامی جمہوریہ" قرار دینے، توھین رسالت کی سزا کا قانون ختم کرنے اور مذھبی قوانین کے خاتمہ کے مطالبات پاکستان کے نظریاتی تشخص اور دستور کے منافی ہیں اور ملک کے کسی بھی گروہ کو پاکستان کے اسلامی تشخص کے خلاف سرگرمیوں کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ قرار داد میں کہا گیا ہے کہ مذکورہ ریلی میں وزیر اعظم کی معاون خصوصی بیگم شہناز وزیر علی کی طرف سے اقلیتوں کو بلدیاتی الکیشن میں دوہرے ووٹ کا حق دینے کا اعلان پاکستان کی نظریاتی اساس کے منافی ہے۔ قرارداد میں حکومت سے اس سلسلہ میں اپنی پوزیشن واضح کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

ایک ضروری اطلاع

حافظ حبیب الرحمن نامی ایک شخص محلہ جناح گیٹ، پسرور ضلع سیالکوٹ کا رہائشی ہے۔ وہ اپنے آپ کو سائیں محمد حیات پسروری مرحوم کا بیٹا بتاتا ہے۔ عرصہ کئی سال سے مختلف شہروں میں احرار دوستوں کے ہاں جاکر فرضی مظلومیت کی داستانیں سنا کر رقم بٹورتا ہے۔ گزشتہ دنوں لاہور میں بھی مختلف احباب سے مل کر رقم ہتھیانے کی کوشش کی ہے۔ حلقہ احرار کے تمام احباب اور قارئین کو مطلع کیا جاتا ہے کہ مذکورہ شخص سے کسی قسم کا معاملہ نہ کریں ورنہ وہ خود ذمہ دار ہوں گے۔ (ادارہ)

مجالسِ احرار اسلام کے انتخابات

سلانوالی میں مجلس احرار اسلام کا قیام

ابن امیر شریعت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری، سید خالد مسعود گیلانی اور مولانا محمد مغیرہ کا احرار کارکنوں کے انتخابی اجلاس سے خطاب

گزشتہ دنوں سلانوالی میں مجلس احرار اسلام کا قیام عمل میں آیا۔ ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ اس انتخابی اجلاس میں مہمانِ خصوصی تھے اور انہی کی نگرانی میں درج ذیل انتخاب عمل میں آیا۔

صدر : سید سہیل گیلانی
نائب صدور: محمد ندیم شیخ، محمد یامین کھوکھر
ناظم : عتیق عامر
نائب ناظم: محمد جاوید سیال
ناظم نشر و اشاعت: محبوب احمد
خازن : حامد چودھری
رکن مرکزی مجلس شوریٰ: سید خالد مسعود گیلانی

اس موقع پر ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے اپنے انتہائی مختصر خطاب میں فرمایا کہ:

مجلس احرار اسلام ہمیشہ عقائد کے تحفظ کے لئے سرگرم رہی ہے۔ عقیدہ ایک مسلمہ حقیقت جس پر اللہ کے آخری نبی سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی مہر تصدیق ثبت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ عقیدہ اور نظریہ میں بنیادی فرق یہ ہے کہ عقیدہ وحی والہام سے مربوط ہے۔ جبکہ نظریہ انسان کی ذہنی ایجاد و اختراع ہے۔ اسی لئے احرار کا ہر کارکن شعوری طور پر عقیدہ کے تحفظ کے لئے جنگ کر رہا ہے۔ یہ جنگ اور یہ محنت دنیا و آخرت میں اجر و ثواب کا ذریعہ ہے۔

محترم سید خالد مسعود گیلانی نے کہا کہ ہمارے بزرگوں نے مجلس احرار اسلام کے سٹیج سے دین حق

کے لئے بڑی شاندار جدوجہد کی ہے۔ انہوں نے دین کے خلاف اٹھنے والے تمام فتنوں کا تعاقب کیا خصوصاً فتنۂ مرزائیت کا سر کچل کر رکھ دیا۔ ہم آج بھی اسی مشن اور منزل کے راہی ہیں اور انشاء اللہ پوری استقامت کے ساتھ یہ جدوجہد جاری رکھیں گے۔

مقامی عہدیداروں اور احرار کارکنوں نے اس عزم کا اظہار کیا کہ وہ سلانوالی میں مجلس احرار اسلام کو مضبوط کریں گے اور زیادہ سے زیادہ احباب کو جماعت میں شمولیت کی دعوت دیں گے۔

انتخاب مجلس احرار اسلام احمد پور شرقیہ

امیر: جناب ابو معاویہ قاری محمد رمضان صاحب
ناظم: جناب ڈاکٹر عبدالحفیظ ہاشمی صاحب
ناظم نشرواشاعت: جناب ڈاکٹر عبدالرشید صاحب
رکن برائے مرکز: قاری محمد رمضان صاحب

انتخاب مجلس احرار اسلام بھکر

صدر	:	غلام اکبر صاحب
نائب صدر اوّل	:	محمد طفیل صاحب
نائب صدر دوم	:	صوفی مشتاق احمد صاحب
ناظم اعلیٰ	:	قاری عبدالشکور صاحب
نائب ناظم اوّل	:	راؤزاھد حسین صاحب
نائب ناظم دوم	:	رانا شبیر احمد صاحب
سیکرٹری نشرواشاعت	:	محمد شاہد صاحب
مقامی مجلس شوریٰ	:	عبدالرؤف صاحب، قاری عبدالرحمن صاحب
ارکان مرکزی مجلس شوری	:	رانا مرتضیٰ صاحب، حافظ عبدالرؤف صاحب، رانا شبیر احمد، قاری عبدالشکور

مسافرینِ آخرت

مجلس احرار اسلام چکڑالہ ضلع میانوالی کے کارکن محترم ملک احمد شیر صاحب کی نانی صاحبہ انتقال کر گئیں۔

مجلس احرار اسلام ملتان کے کارکن محترم حسین اختر صاحب کے جواں سال بھانجے محمد سلیم بجلی کا کرنٹ لگنے سے ۶ اگست کو چیچہ وطنی میں انتقال کر گئے۔

ناگڑیاں ضلع گجرات میں ہمارے معاونین اور مہربان یکے بعد دیگرے انتقال کر گئے۔

۱۔ محمد خان کشمیری، ۲۔ بشیر احمد (کوتوال)، ۳۔ محترمہ سید بیگم والدہ محمد احمد خان گجر، ۴۔ محترم ریاضت علی کے والد ماجد۔

* مجلس احرار اسلام (بستی رانجھا ضلع رحیم یار خان) کے کارکن محترم حافظ رضا محمد صاحب کی والدہ ماجدہ ۲۵ ربیع الاوّل ۱۴۱۷ھ مطابق ۱۱ اگست ۱۹۹۶ء کو انتقال کر گئیں۔ اس سے قبل ۸ ربیع الاوّل، ۲۵ جولائی کو آپ کی بھاوج اور محترم غلام سرور صاحب کی اہلیہ رحلت کر گئیں۔

* مجلس احرار اسلام کے قدیم اور مخلص کارکن محترم شیخ احسان اللہ صاحب (وزیر آباد) کی بھاوج، شیخ نجم الہدیٰ صاحب کی چچی اور شیخ محمد ابوبکر صاحب کی خوشدامن صاحبہ گزشتہ دنوں مری میں رحلت کر گئیں۔

جناب حافظ ممتاز علی مرحوم:

مدرسہ فاروقیہ بھکر کے مہتمم اور ہمارے قدیم مہربان جناب حافظ ممتاز علی بھکر میں انتقال فرما گئے۔ حافظ صاحب مرحوم بھکر کی ممتاز دینی شخصیات میں شمار ہوتے تھے۔ انہوں نے تمام عمر تعلیم و تبلیغ دین کے فریضہ میں بسر کی۔

سید خالد مسعود گیلانی کو صدمہ:

مجلس احرار اسلام سلانوالی کے رہنما سید خالد مسعود گیلانی کی نانی صاحبہ ۲۳ اگست کو رحلت کر گئیں۔

محترم پروفیسر سید سعید احمد مرحوم:

بہاول پور سے ہمارے بہت ہی مہربان دینی بھائی محترم پروفیسر سید محمد سعید گزشتہ ماہ انتقال فرما گئے۔

جناب حکیم محمود خان کو صدمہ:

ملتان سے ہمارے کرم فرما، معروف سیاسی و سماجی رہنما جناب حکیم محمود خان کی والدہ ماجدہ ۲۱ اگست

کو انتقال کر گئیں۔

شیخ محمد یعقوب ہوشیار پوری مرحوم:

مجلسِ احرار اسلام کے سابق کارکن اور جمعیت علماء اسلام ملتان کے رہنماء شیخ محمد یعقوب ہوشیار پوری ۲۵ اگست ۱۹۹۶ء کو ملتان میں انتقال کر گئے۔ وہ ایک متحرک اور انتھک سیاسی کارکن تھے۔

محترم حسین اختر کو صدمہ:

مجلس احرار اسلام ملتان کے کارکن محترم حسین اختر لدھیانوی کے نوجوان بھانجے محمد سلیم گزشتہ ماہ اوکاڑہ میں انتقال کر گئے۔

* محترم لیاقت علی صاحب (مہربان کالونی ملتان) کی والدہ ماجدہ انتقال کر گئیں۔
* محترم جان محمد صاحب (سورج میانی ملتان) کے والد ماجد انتقال فرما گئے۔
* محترم محمد شفیع صاحب (محلہ ٹبی شیر خان ملتان) کے نوجوان فرزند محمد اسحٰق بجلی کے کام کے دوران حادثہ میں جاں بحق ہوگئے۔

منوں خان مرحوم:

جناب منوں خان مرحوم معروف طباعتی ادارہ میسون پبلی کیشنز ملتان کی جگہ کے مالک اور ہمارے مہربان تھے۔ الکا۲۰ اگست ۱۹۹۶ء کو ریلوے کے ایک حادثے سلے انتقال ہوگیا ہے۔ ہم مرحوم کے بیٹوں محمد اختر، محمد انور، محمد منور خان اور بھائی محمد ریاض چنوں سے اظہارِ تعزیت کرتے ہیں۔

حاجی بشیر احمد شجرا کو صدمہ:

ابو میسون اللہ بخش احرار کے رفیقِ ادارہ خوش نویس محمد اعجاز شاہد کا چچازاد اور حاجی بشیر احمد شجرا کا ۱۵ سالہ نوجوان بیٹا فراز بشیر ۱۴ اگست کو چھت سے گر کر جاں بحق ہوگیا ہے۔ ہم جناب حاجی صاحب، محترم حاجی نصیر بخش اور جناب حافظ محمد یوسف صاحب و دیگر لواحقین کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

اراکین ادارہ تمام مرحومین کی مغفرت کے لئے دعا گو ہیں اور لواحقین و پسماندگان سے اظہار تعزیت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کے درجات بلند فرمائے اور علیین میں جگہ عطاء فرمائے۔ پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے (آمین) قارئین سے درخواست ہے کہ تمام مرحومین کی مغفرت کے لئے ایصال ثواب اور دعاء کا خاص اہتمام فرمائیں (ادارہ)

محترم پروفیسر عابد صدیق (بہاولپور)

نعت رسول مقبول ﷺ

شوشۂ شینِ شقاوت، سبھی اعمال مرے — کشِشِ کافِ کرم، ایک شفاعت تیری
غرّۂ حُسنِ عمل ہو گا، جنہیں ہوتا ہے — میرا سرمایۂ امید ، محبت تیری
خیر، موجود دو عالم میں ترے نام سے ہے — ہے دو عالم پہ تنی چادرِ رحمت تیری
منصب امت کا، گواہی تری انسانوں پر — اور کرم تیرا ہے امت پہ شہادت تیری
تیرا مقصود ، عبادت فقط اللہ کی ہو — اور اللہ کو مطلوب ، اطاعت تیری
چار سو ہے تہِ افلاک مدینہ تیرا — ہر طرف روئے زمیں پر ہے حکومت تیری
گونجتا ذکر ترا سبع سمٰوات میں ہے — ہفت اقلیم کا اعزاز نبوّت تیری
حیطۂ فیضِ نبوّت ز ازل تا بہ ابد — وسعتِ کون و مکاں بزمِ رسالت تیری
گمرہوں کے لئے ہے وقف تری دلسوزی — اہل ایماں کے لئے رافت و رحمت تیری

☆

فون بستانِ عائشہ: 511356 — فون مدرسہ: 511961

مدرسہ بستانِ عائشہ

طالبات کی دینی تعلیم و تربیت کی عظیم درسگاہ

میں دو نئی درسگاہیں زیرِ تعمیر ہیں اہلِ خیر سے التماس ہے کہ اس کارِ خیر کی تکمیل کے لئے
فوری طور پر اپنے عطیات ارسال فرمائیں (جزاکم اللہ تعالیٰ)

ترسیل زر کے لئے:

بذریعہ منی آرڈر: سید عطاء المحسن بخاری، دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
بذریعہ بینک ڈرافٹ یا چیک: سید عطاء المحسن بخاری اکاؤنٹ نمبر 29932 حبیب بینک حسین آگاہی ملتان

خادم حسین

کلچر کی بیماری

مال، پجیرو، فون موبائل — عزت، عصمت، عفت گھائل
بیٹی بہنیں ننگی عریاں — نیم برہنہ جیسے پریاں
بیوٹی پارلروں سے آتی — بازاروں میں شوق سے جاتی
شاپنگ کرتی پھرتی ہیں یہ — لاشیں چلتی پھرتی ہیں یہ
حرص و ہوا کی ماری ہیں یہ — آڑھی ترچھی ناری ہیں یہ
شرم و حیا سے عاری ہیں یہ — کلچر کی بیماری ہیں یہ
کوئی اچکا ان کے پیچھے — پیار سے گھر کا رستہ پوچھے
پھر وہ اچانک گھر آجائے — اندیشہ ہے، مارا جائے
بیٹی فوراً کہتی ہے یہ! — پاپا! میرا جماعتی ہے یہ
اس نے اک دن اک منڈے سے — بچایا مجھ کو اک غنڈے سے
بیٹی اس کو پاس بٹھائے — بیٹی بسکٹ آپ کھلائے
ہیلو ڈارلنگ کہتی جائے — برا بھلا سب سہتی جائے
باتیں نرم ملائم چکنی — شوخ ادائیں ایماں شکنی
روز بروز کا آنا جانا — ویل ماڈ تھا سارا گھرانا
آخر اک دن بیٹی ان کی — کر گئی قسمت ہیٹی ان کی
ساتھ وہ اُس کے ایسی بھاگی — عزت سوئی، ذلت جاگی
باپ کے منہ پر کالک مل گئی — لبرل تھی وہ سر کے بل گئی
بے دینوں کی قسمت پھوٹی — اک دوجے کی دنیا لوٹی
ہیت نہ جانے جات کجات — آجائے جب ہات میں ہات

نہ کوئی حیلہ نہ کوئی حل لبرل لڑکی لاینحل!
حرص و ہوس کے بندے ہیں یہ خاروخس ہیں مندے ہیں یہ
بہرے ہیں یہ اندھے ہیں یہ خانہ زاد ہیں گندے ہیں یہ
انہیں کوئی بھی خیال نہ آیا دل میں ذرا ملال نہ آیا
پاک نبی نے خود فرمایا "عورت پر شیطان کا سایا"
خوب سنور کر باہر جائے آگا پیچھا خوب اچکائے
شیطان لوگوں کو بہکائے "ہپ ہپ ہرے" کرتا جائے

دین میں صحابہؓ کا مقام اور حیثیت

خطاب ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری

قیمت =/10روپے

ایک مظلوم ترین صحابیٔ رسول

سیدنا مروان بن حکم رضی اللہ عنہ

قیمت =/10روپے

اسلام اور جمہوریت

خطاب ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری

قیمت =/20روپے

بخاری اکیڈمی

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان (فون: 511961)

سید کاشف گیلانی

........یہ گُر تاڑا حضرت نے

صدر کلنٹن کو ڈانٹا اور ڈپٹا جھاڑا حضرت نے
امریکہ اسلام کا جا کر جھنڈا گاڑا حضرت نے
مولانا میں کیا رکھا ہے سیٹھ بنیں گے حضرت جی
مسلم لیگ کا اسی لئے تو کیا کباڑا حضرت نے
جوشِ جنوں میں لطفے نے کچھ کام غلط کر ڈالے ہیں
ڈیرے والو تم ہی کہو کیا کام بگاڑا حضرت نے
مفت سیاست کرنے والے مفتی تھے اب ڈھونڈا نہیں
مفت سیاست کرنے والا ورق ہی پھاڑا حضرت نے
ہائے وہ کتنے بھولے تھے جو کام اوروں کے آتے تھے
ابا کے بھی سب کاموں کا لیا ہے بھاڑا حضرت نے
زرداری آسان نہیں ہے زیرک ہونا لازم ہے
یہ گر مُلّا کیا جانیں گے یہ گر تاڑا حضرت نے
اس کے ابا کو پھینکوایا جس بیٹی کے ابا نے
اس ابا کی بیٹی کو کیا خوب پچھاڑا حضرت نے
کاشف بکرے کی ماں آخر کب تک خیر منائے گی
گرمی جیل کی دیکھی ہے نہ جیل کا جاڑا حضرت نے

☆

ملک کی ممتاز دینی درسگاہ جامعہ خیر المدارس ملتان کا

65 واں سالانہ عظیم الشان جلسہ

حسبِ روایت

18، 19، 20 اکتوبر ۱۹۹۶ء

بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار نہایت تزک و احتشام سے منعقد ہو رہا ہے جس میں پاکستان کے علاوہ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات برطانیہ، ہندوستان اور دیگر ممالک کی ممتاز علمی، دینی شخصیات مشائخ عظام، علماء کرام، مذہبی سکالر اور قائدین شرکت فرما رہے ہیں

جامعہ کے فضلاء، احباب و رفقاء، معاونین و قارئین اور شہر کا تاریخیں نوٹ فرمالیں

الداعی الی الخیر: محمد حنیف جالندھری مہتمم جامعہ خیر المدارس (رجسٹرڈ) ملتان

فون 75783-54[illegible]4 40

مطبوعات طیب اکیڈمی

بیرون بوہڑ گیٹ ملتان فون: ۴۰۵۰۱

"تحفتہ النساء" از حضرت مولانا محمد کمال الدین صاحب (انڈیا) اسلام میں خواتین کی شرعی حیثیت، نکاح کے آداب، پردہ کی ضرورت اور نصیحت آموز حکایات سے بھرپور دلچسپ کتاب، جہیز اور تحائف کے لئے ایک خوبصورت تحفہ خوبصورت مجلد اعلیٰ جدید کمپیوٹرائزڈ کتابت قیمت =/۱۲۶ روپے۔ "اسلام اور نکاح" از:۔ مفتی نسیم احمد صاحب مدظلہ معین مفتی دارالعلوم دیوبند اسلام اور دیگر مذاہب کا تقابلی موازنہ، اسلامی نکاح کے فوائد و مقاصد، غیر اسلامی رسموں کے مفاسد، تعدد ازدواج، پردہ و دیگر اہم عنوانات پر مستند کتاب۔ سفید کاغذ۔ بکس بورڈ پر لیمینیشن کے ساتھ قیمت =/۴۲ روپے۔ "اخلاص نیت یعنی روح تصوف" از:۔ مولانا محمد حنیف صاحب (انڈیا) روح تصوف پر لاجواب کتاب رنگین لیمینیشن کور قیمت =/۲۱ روپے۔ "آداب مباشرت" حصہ اول:۔ میاں بیوی کے جنسی تعلقات کا اسلامی طریقہ۔ حصہ دوم:۔ ضعف باہ کا ہومیوپیتھک اور یونانی اصولی علاج اور مردانہ جنسی مسائل کا حل از ڈاکٹر آفتاب احمد شاہ (انڈیا) خوبصورت مجلد قیمت =/۴۵ روپے۔ "اطباء کے حیرت انگیز کارنامے" از حکیم عبدالناصر فاروقی۔ عجیب و غریب تشخیص کے واقعات۔ ہر طبیب کا مختصر تعارف۔ اطباء کی دین داری کے عجیب واقعات۔ یونانی دواؤں کا اعجاز اس کتاب کی دلچسپی کا یہ عالم ہے کہ شروع کرنے کے بعد ختم کئے بغیر چین نہیں آتا قیمت خوبصورت مجلد =/۸۱ روپے۔ "حل المشکلات" از مولانا رحم الٰہی صاحب عامل چشتی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (انڈیا) عملیات کی مستند کتاب، ماہر علماء کی خاص نگرانی میں تصحیح شدہ جدید ایڈیشن، اسمائے حسنیٰ کے برکات و فضائل مجلد کارڈ قیمت: =/۱۸ روپے۔ "مئے سخن" از:۔ مولانا عبدالواسع عتیقی شعروں کی بہترین ڈکشنری۔ خوبصورت جلد اعلیٰ کاغذ قیمت مجلد: =/۲۲۵ روپے

منشی عبدالرحمان خان مرحوم کی چند شاہکار تصنیفات

خدا کہاں ہے؟	قیمت =/۴۸	اسلام کا معاشرتی نظام	قیمت =/۵۴	مقام شہادت اور قیام قیامت	قیمت =/۵۴
اسلام کا نظام تعلیم	قیمت =/۴۵	اسلام کا نظام عدل و انصاف	قیمت =/۵۴	عہد نبوی کی برکات	قیمت =/۴۸
اسلام اور انسان	قیمت =/۵۴	اسلام اور مغربی تحریکات	قیمت =/۵۴	مذہب اور سائنس	قیمت =/۵۴
اسلام اور انقلاب	قیمت =/۴۸	اسلام کے بنیادی ستون	قیمت =/۵۴	تعلق باللہ کے ثمرات	قیمت =/۱۳۵
اسلام کیسے پھیلا؟	قیمت =/۴۸	پندرھویں صدی ہجری کے تقاضے	قیمت =/۵۴	علامہ اقبال کی کردار کشی	قیمت =/۶۰

* "زبان خلق" (قیمت مجلد =/۶۰ روپے) * "مضطرب صدائیں" (معاشرتی فتنوں کا تحقیقی و معلوماتی مرقع) قیمت =/۶۰ * "نئے فتنے" لسانی تفرقہ، شیطانی کالونی، فتنہ انگیز قوم، بلاجواز مطالبہ، سرخ سرطان، نشریاتی بم، دور جدید، فتنہ انکار حدیث، صلیبی مورچے، جمہوری نظام، جنسی آزادی، مغربی تہذیب، قادیانی دجل، فرقہ واریت، اسرائیلی بربریت، تحریفی حربہ، علاقائی عصبیت اس جیسے عنوانات پر مشتمل (قیمت =/۱۵۰ روپے) * "افسر شاہی" حکمرانی، من مانی، رشوت ستانی، خود غرضی، اندھیر گردی، ستم رانی، بدعنوانی، اس جیسے عنوانات پر مشتمل (قیمت =/۱۸۰ روپے) * "پاکستان کی قیمت ۱۹۴۷ء میں" جو ۱۹۴۷ء میں ہندوؤں اور سکھوں نے معرکہ آتش و شمشیر کے ذریعہ وصول کی۔ (قیمت =/۱۲۰ روپے) * "بہار رفتہ (مصور)" جس میں آئینہ ملتان کا دوسرا رخ مرقع تقریبات یادگار علمی، ادبی، سماجی رفاہی اور صنعتی تقریبات کی کہانی۔ مجلد ریگزین۔ (قیمت =/۳۰۰ روپے)

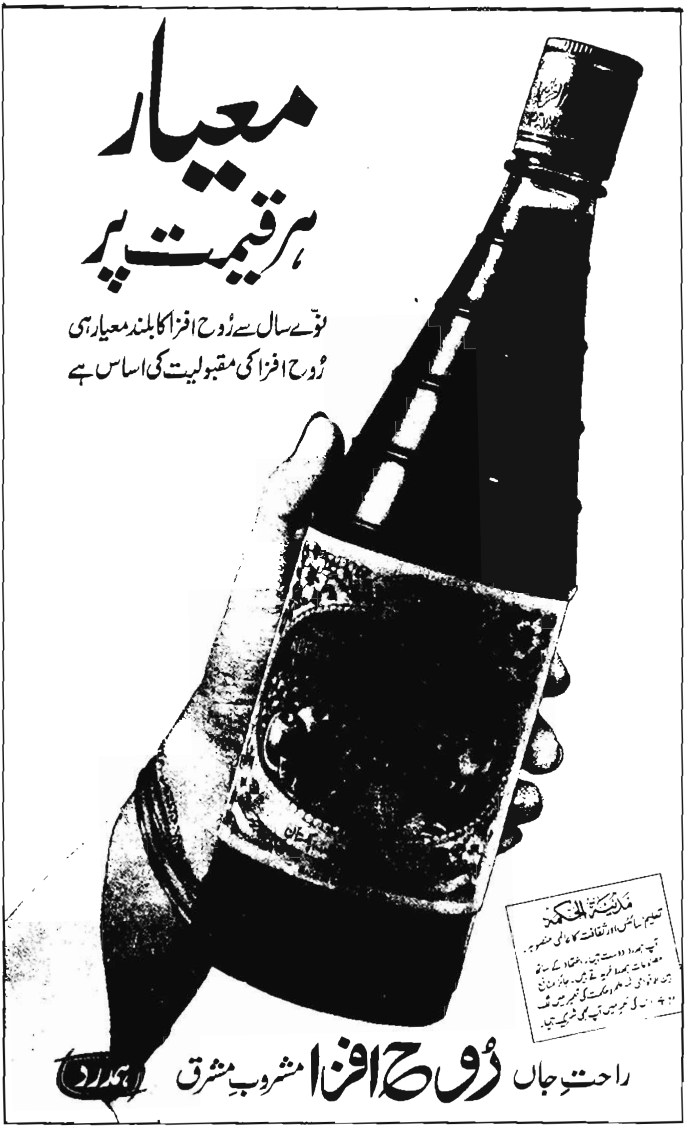

Adarts-HBA-11/96

Kinza

SQUASHES (1 Litre)
KETCHUP (1 Litre)
VINEGARS (1 Litre)

"Sharing the taste"

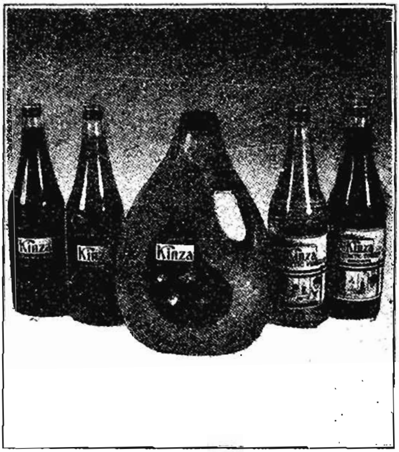

Quality and Economy Guaranteed

wily FOODS (PVT) LTD.
Chand Plaza, off lane 6, Peshawar Road, Rawalpindi Cantt
Phone: 862076

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان کا

تاریخ ساز

امیرِ شریعت نمبر

(حصہ دوئم)

شائع ہو گیا ہے

- اردو زبان کے سب سے بڑے خطیب کے سوانح و افکار
- ایک تاریخ ● ایک دستاویز ● ایک داستان ● خاندانی حالات
- سیرت کے مجلا اوراق ● خطابتی معرکے ● سیاسی تذکرے ● بزم سے لیکر رزم

منبر و محراب سے لیکر دار و رسن تک

نصف صدی کے ہنگاموں، جہادی معرکوں، تہذیبی محاربوں، مذہبی سازشوں اور علمی محاذ آرائیوں کی فضا میں ایک آواز ھدایت جو بصیرت، حریت اور بغاوت کا سرچشمہ تھی۔

- خوبصورت سہ رنگا سرورق 576 صفحات
- قیمت 300 روپے

مستقل سالانہ خریداروں کے لئے خاص رعایت

صرف 200 روپے پیشگی منی آرڈر بھیج کر نمبر حاصل کریں۔

ترسیل زر کے لئے: سید محمد کفیل بخاری

مدیر مسؤل، ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت، دارِ بنی ھاشم مہربان کالونی ملتان۔ فون: ۵۱۱۹۶۱

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان کا

تاریخ ساز

امیرِ شریعت نمبر

(حصہ دوئم)

شائع ہو گیا ہے

- اردو زبان کے سب سے بڑے خطیب کے سوانح و افکار
- ایک تاریخ ✿ ایک دستاویز ✿ ایک داستان ✿ خاندانی حالات
- سیرت کے مجلا اوراق ✿ خطابتی معرکے ✿ سیاسی تذکرے ✿ بزم سے لیکر رزم

منبر و محراب سے لیکر دار و رسن تک

نصف صدی کے ہنگاموں، جہادی معرکوں، تہذیبی محاربوں، مذہبی سازشوں اور علمی محاذ آرائیوں کی فضا میں ایک آوازِ ہدایت جو بصیرت، حریت اور بغاوت کا سرچشمہ تھی۔

- خوبصورت سہ رنگا سرورق 576 صفحات
- قیمت 300 روپے

مستقل سالانہ خریداروں کے لئے خاص رعایت

صرف 200 روپے پیشگی منی آرڈر بھیج کر نمبر حاصل کریں۔

ترسیل زر کے لئے: سید محمد کفیل بخاری

مدیر مسؤل، ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت، دارِ بنی ھاشم مہربان کالونی ملتان۔ فون: ۵۱۱۹۶۱